زینب

لجنہ اماء اللہ ناروے
جنوری تا مارچ ۲۰۲۱

اَلْوَهَّابُ
اَلنُّوْرُ
اَلْحَلِيْمُ
اَلْبَصِيْرُ
اَلْمُطَهِّرُ
اَلشَّافِيْ
اَلْحَكِيْمُ
اَلْمُجِيْبُ
اَلصَّبُوْرُ
اللہ
اَلْمَوْلٰی
اَلْخَبِيْرُ
اَلسَّلَامُ
اَلْجَاعِلُ
اَلْغَنِيُّ
الرّحمٰن
اَلْمُؤْمِنُ
اَلنَّصِيْرُ
اَلْحَمِيْدُ
اَلْوَاسِعُ
اَلْحَافِظُ

صفات باری تعالیٰ (صفت رحمٰن)

حضرت محمد ﷺ کا عدیم المثال صبر

خلاصہ لیکچر سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّــاصر

واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا
انا فتحنا لک فتحا مبینا
ینصرک اللہ بنصر من عندہ
امام جماعت احمدیہ

ایل۔ایس: 2327

تاریخ: 02.03.2021

مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ، ناروے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی طرف سے رپورٹ برائے ماہ دسمبر 2020 و سہ ماہی رسالہ زینب اکتوبر تا دسمبر 2020 موصول ہوئے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

دورانِ ماہ شعبہ جات میں معیاری کاموں کی توفیق عطا ہوئی۔ مجلسِ شوریٰ سفارشات پر عمل درآمد کی رپورٹ خوشکن ہے۔ ممبرات نے جماعتی کتب کا مطالعہ کیا اور ناصرات کو سوشل میڈیا کی حدود اور بد اثرات سے بچنے کے لئے پلان دیا گیا۔ ایم ٹی اے سے استفادہ کی طرف توجہ دلائی گئی۔ رسالہ زینب کا شمارہ تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی مضامین کا مجموعہ ہے جو کہ شعبہ اشاعت کی عمدہ کاوش ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قارئین کو اس سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تمام لجنہ و ناصرات کو میرا محبت بھرا السلام علیکم پہنچا دیں۔

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

اداریہ

بیعت کے معنی کیا ہیں؟ اس کے معنی ہیں اپنے آپ کو بیچ دینا۔ بیعت اس عہد کو بھی کہتے ہیں جو انسان امامِ وقت کے ہاتھ پر کرتا ہے کہ وہ اپنی پہلی زندگی پر ایک انقلاب طاری کرے گا یا ایسا عہد جو کسی سے اطاعت اور وفاداری کا وعدہ کرتے ہوئے کیا جاتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں سن بارہ نبوی کو بیعت عقبہ اولیٰ اور سن تیرہ نبوی کو بیعت عقبہ ثانیہ مکہ کی وادی میں رات کی تاریکی میں ہوئی۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر مکہ والوں کے پاس بھیجا گیا تو بعض شرارتی لوگوں نے یہ افواہ پھیلا دی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اس اطلاع پر آنحضرت ﷺ نے سارے موجود صحابہ کو اکٹھا کیا اور ان سے اس امر پر بیعت لی کہ وہ کسی صورت میں پیٹھ نہیں دکھائیں گے، اپنی جان پر کھیل جائیں گے مگر اپنی جگہ نہیں چھوڑیں گے۔ تاریخِ اسلام میں یہ بیعت "بیعتِ رضوان" کے نام سے مشہور ہے۔

قرآن کریم کی سورۃ الفتح میں ارشاد ہے کہ "اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے خوش ہو گیا جب کہ اے رسول! وہ ایک درخت کے نیچے تیری بیعت کر رہے تھے"۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے امامِ وقت کی بیعت نہیں کی تھی تو وہ جاہلیت اور گمراہی کی موت مرا۔"

چودہ صدیاں گزرنے پر جب آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا اور آپ کو ایک جماعت بنانے اور لوگوں سے بیعت لینے کا حکم دیا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشادِ ربّانی کے مطابق 23 مارچ 1889ء کو اپنی جماعت کے چالیس افراد سے لدھیانہ (ہندوستان) کے مقام پر پہلی بیعت لی اور اشتہار 12 جنوری کی دس شرائط پر عمل کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اس دن کی تاریخی مناسبت سے یہ دن ساری دنیا میں تاسیس کی یاد کے طور پر مناتے ہیں۔ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا یہ پودا اب سرسبز و شاداب اور ثمر آور درخت بن چکا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیعت کی حقیقت اور اس کے تقاضوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "واضح رہے کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے جب تک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا عمل نہ ہو۔ پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ میرے اس گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کے کلام میں یہ وعدہ ہے "اِنِّيْ اُحَافِظُ كُلَّ مَنْ فِي الدَّارِ" یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہے میں اس کو بچاؤں گا"۔

مامور من اللہ یا اس کے خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے ایک فائدہ تو یہ ہوتا ہے کہ انسان کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ دوسرا فائدہ یہ کہ توبہ کرنے سے طاقت ملتی ہے اور انسان شیطانی حملوں سے بچ جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "اس زمانے کا حصنِ حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا"

ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام سے کیے ہوئے تمام عہدوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام شرائط بیعت پر ہم مضبوطی سے قائم رہیں، آپ کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے ہم اپنی زندگی کو بھی جنّت نظیر بنا دیں اور اگلے جہان کی جنّتوں کے بھی وارث ٹھہریں۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے"۔ آمین

فہرست مضامین

القرآن الکریم	2
حدیث نبوی ﷺ	2
کلام الامام	3
نظم	4
خطبہ جمعہ بیان فرمودہ سیّدنا امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد	5
صفات باری تعالیٰ	10
آنحضرت ﷺ کا عدیم المثال صبر اپنی ذات میں اور خدا اور خدائی احکام کی پیروی میں انسانی زندگی کے لیے سبق آموز نمونے	13
نعتِ رسول ﷺ	17
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ اسلام	18
خلاصہ کتاب لیکچر سیالکوٹ	22
علامہ ابنِ خلدون	24
دھنک کے رنگ آپ کے سنگ	27
پکوان	29
حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ناروے کی واقفاتِ نو کی کلاس	30
اُمّ المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	32
رزلٹ مضمون نویسی لجنہ اماء اللہ ناروے 2019-2020	34
رزلٹ مقابلہ حفظِ قران	36
صحت کارنر	37
یادِ رفتگان	39
دعائیہ اعلانات	40
ناصرات کارنر	42

مجلسِ ادارت

امیر جماعت ناروے
محترم چوہدری ظہور احمد صاحب

صدر لجنہ اماء اللہ
محترمہ بلقیس اختر صاحبہ

نیشنل سیکرٹری اشاعت
منصورہ نصیر

نائبہ سیکرٹری اشاعت
صدیقہ وسیم

مدیرہ حصہ نارویجن
مہرین شاہد

پروف ریڈنگ حصہ اردو
عفیفہ نجم
طاہرہ زرتشت

گرافک ڈیزائنر
فاکہہ چوہدری
فریدہ ظہور
ضویا سامہ شاہد
ماہم نعیم

پرنٹنگ
شمسہ خالد

شائع کردہ
شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ ناروے

Baitun Nasr Moské
Søren Bulls vei 1
1051 Oslo
kontakt@ahmadiyya.no

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے

القرآن الکریم

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٥٤﴾ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿١٥٥﴾ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٥٦﴾

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو (اللہ سے) صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جو اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں ان کو مردے نہ کہو بلکہ (وہ تو) زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔ اور ہم ضرور تمہیں کچھ خوف اور کچھ بھوک اور کچھ اموال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعہ آزمائیں گے۔ اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔

(البقرۃ: 154 – 156)

حدیث نبوی ﷺ

عَنْ صُهَيْبِ بْنِ سِنَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ وَّ لَيْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ۔ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّآءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ، وَ اِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ۔

ترجمہ: حضرت صہیب بن سنانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کے سارے کام برکت ہی برکت ہوتے ہیں۔ یہ فضل صرف مومن کے لیے مختص ہے۔ اگر اس کو کوئی خوشی و مسرّت اور فراخی نصیب ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے اور اس کی شکر گزاری اس کے لیے مزید خیر وبرکت کا موجب بنتی ہے۔ اور اگر اس کو کوئی دکھ اور رنج، تنگی اور نقصان پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے اور اس کا یہ طرزِ عمل بھی اس کے لیے خیر وبرکت کا ہی باعث بن جاتا ہے کیونکہ وہ صبر کرکے ثواب حاصل کرتا ہے۔

(حدیقۃ الصالحین، ایڈیشن 2003ء، صفحہ 791 – 792)

کلام امام الزّماں علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”یہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ انبیاء اور راستبازوں پر بھی بعض اوقات بلائیں آجاتی ہیں اور مصائب اور شدائد میں ڈالے جاتے ہیں لیکن یہ گمان کرنا کہ وہ مصائب اور بلائیں کسی گناہ کی وجہ سے آتی ہیں، خطرناک غلطی اور گناہ ہے۔ ان بلاؤں میں جو خدا کے راستبازوں اور پیارے بندوں پر آتی ہیں اور ان بلاؤں میں خدا تعالیٰ کے نافرمانوں اور خطاکاروں پر آتی ہیں زمین آسمان کا فرق ہے اس لیے کہ ان کے اسباب بھی مختلف ہیں۔ نبیوں اور راستبازوں پر جو بلائیں آتی ہیں ان میں ان کو ایک صبر جمیل دیا جاتا ہے جس سے وہ بلا اور مصیبت ان کے لیے مُدرِک الحَلاوت ہو جاتی ہیں وہ اس سے لذّت اٹھاتے ہیں اور روحانی ترقیوں کے لیے ایک ذریعہ ہو جاتی ہیں کیونکہ ان کے درجات کی ترقی کے لیے ایسی بلاؤں کا آنا ضروری ہے جو ترقیات کے لیے زینہ کا کام دیتی ہیں۔ جو شخص ان بلاؤں میں نہیں پڑتا اور ان مصیبتوں کو نہیں اٹھاتا وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتا۔

دنیا کے عام نظام میں بھی تکالیف اور مشقّتوں کا ایک سلسلہ ہے جس میں ہر ایسے شخص کو جو ترقی کا خواہاں ہے گذرنا پڑتا ہے لیکن ان تکالیف اور شاقہ محنتوں میں باوجود تکالیف کے ایک لذّت ہوتی ہے جو اسے کشاں کشاں آگے لیے جاتی ہے۔ بر خلاف اس کے وہ مصیبت اور تکالیف جو انسان کی اپنی بد کرداری کی وجہ سے اس پر آتی ہیں، وہ مصیبت ہوتی ہے جس میں ایک درد اور سوزش ہوتی ہے، جو اس کی زندگی اس کے لیے وبال جان کر دیتی ہے وہ موت کو ترجیح دیتا ہے مگر نہیں جانتا کہ یہ سلسلہ مر کر بھی ختم نہیں ہوگا۔

غرض ان بلاؤں کے نزول میں ہمیشہ سے قانونِ قدرت یہی ہے کہ جو بلائیں شامتِ اعمال کی وجہ سے آتی ہیں وہ الگ ہیں اور خدا کے راستبازوں اور پیغمبروں پر جو بلائیں آتی ہیں وہ ان کی ترقی درجات کے لیے ہوتی ہیں۔ بعض جاہل جو اس راز کو نہیں سمجھتے وہ جب بلاؤں میں مبتلا ہوتے ہیں تو بجائے اس کے کہ اس بلاء سے فائدہ اٹھاویں اور کم از کم آئندہ کے لیے مفید سبق حاصل کریں اور اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا کریں کہہ دیتے ہیں کہ اگر ہم پر مصیبت آئی تو کیا ہوا نبیوں اور پیغمبروں پر بھی تو آجاتی ہیں، حالانکہ ان بلاؤں کو انبیاء کی مشکلات اور مصائب سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ جہالت بھی کیسی بری مرض ہے کہ انسان اس میں قیاس مع الفارق کر بیٹھتا ہے۔ یہ بڑا دھوکہ واقع ہوتا ہے جو انسان تمام انبیاء کی مشکلات کو عام لوگوں کی بلاؤں پر حمل کر لیتا ہے“۔

(ملفوظات ایڈیشن 1988، جلد 4، صفحہ 117)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ منظوم کلام

شانِ اسلام

ہم خاک میں ملے ہیں شاید ملے وہ دلبر
جیتا ہوں اس ہوس سے میری غذا یہی ہے

دنیا میں عشق تیرا باقی ہے سب اندھیرا
معشوق ہے تو میرا عشقِ صفا یہی ہے

مشتِ غبار اپنا تیرے لیے اڑایا
جب سے سنا کہ شرط مہر و وفا یہی ہے

دلبر کا درد آیا حرفِ خودی مٹایا
جب میں مرا جِلایا جامِ بقا یہی ہے

اس عشق میں مصائب سو سو ہیں ہر قدم میں
پر کیا کروں کہ اس نے مجھ کو دیا یہی ہے

حرفِ وفا نہ چھوڑوں اس عہد کو نہ توڑوں
اس دلبرِ ازل نے مجھ کو کہا یہی ہے

جب سے ملا وہ دلبر دشمن ہیں میرے گھر گھر
دل ہو گئے ہیں پتّھر قدر و قضا یہی ہے

مجھ کو ہیں وہ ڈراتے پھر پھر کے در پہ آتے
تیغ و تبر دکھاتے ہر سُو ہوا یہی ہے

دلبر کی رہ میں یہ دل ڈرتا نہیں کسی سے
ہشیار ساری دنیا اک باؤلا یہی ہے

(از دُرِّ ثمین، صفحہ 85)

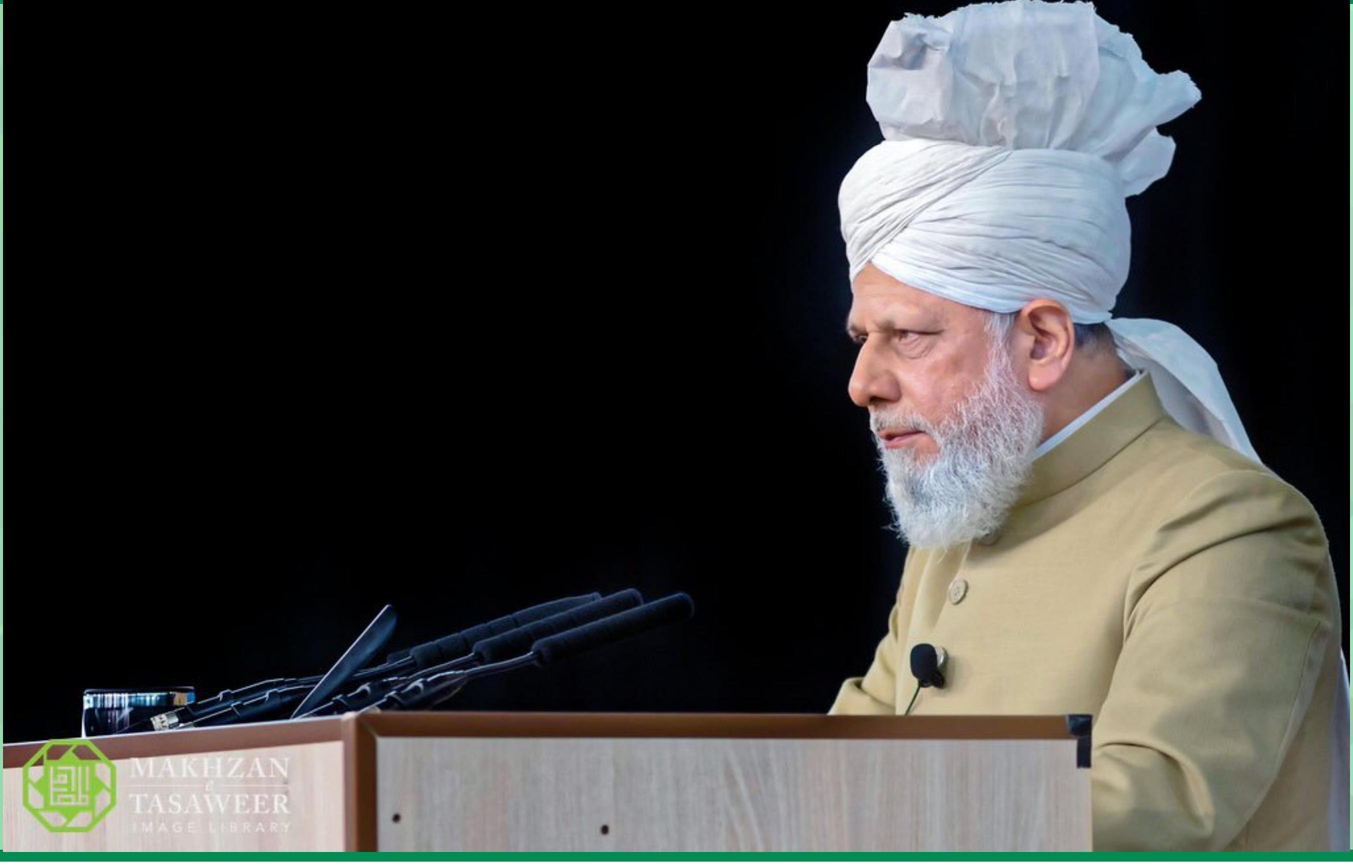

خطبہ جمعہ

بیان فرمودہ سیّدنا امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مورخہ 20 مارچ 2020ء بمقام مسجد بیت مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

تشہد، تعوّذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا

تین دن کے بعد 23 مارچ ہے۔ یہ وہ دن ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعت کا آغاز فرمایا تھا اور یوں باقاعدہ جماعت احمدیہ کی بھی بنیاد پڑی۔ جماعت میں یہ دن ”یوم مسیح موعود“ کے نام سے منایا جاتا ہے۔ اس دن کی مناسبت سے جلسے بھی ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے کے مقصد کے بارے میں بھی بتایا جاتا ہے۔ اس لیے اس حوالے سے گو ابھی تین دن باقی ہیں لیکن اگلا جمعہ پھر آگے چلا جائے گا۔ اس لیے میں آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ اقتباسات پیش کروں گا۔

اس سال شاید اکثر ملکوں اور مقامات میں جو آج کل وباء پھیلی ہوئی ہے اس کی وجہ سے جلسے نہ ہو سکیں اس لیے میرے خطبے کے علاوہ ایم۔ٹی۔اے پر بھی اس حوالے سے پروگرام پیش ہوں گے۔ انہیں ہر احمدی کو اپنے بچوں کے ساتھ اپنے گھر میں سننے کی کوشش کرنی چاہیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آپ ﷺ ہی کے کام کو اور آپ ﷺ کے دین کو دنیا میں پھیلانے کے لیے مبعوث کیے گئے تھے۔ چنانچہ آپ علیہ الصلوٰۃ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں: ”میں آنحضرت ﷺ پر درود بھیجتا ہوں کہ آپ ﷺ ہی کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے اور آپ ﷺ ہی کے فیضان اور برکات کا نتیجہ ہے جو یہ نصرتیں ہو رہی ہیں۔ میں کھول کر کہتا ہوں اور یہی میرا عقیدہ اور مذہب ہے کہ آنحضرت ﷺ کے

اتباع اور نقشِ قدم پر چلنے کے بغیر کوئی انسان کوئی روحانی فیض اور فضل حاصل نہیں کر سکتا"۔ (لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 267)

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت ﷺ سے جو روحانی فیض پایا اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا کی اصلاح کے لیے بھیجا۔ اسلام کی شان و شوکت کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنے کے لیے بھیجا۔ چنانچہ ایک جگہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "وَ اَرْسَلَنِیْ رَبِّیْ لِاِصْلَاحِ خَلْقِہٖ" کہ اور خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں مخلوق کی اصلاح کروں"۔ (اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 178)

پھر اپنی بعثت کے بارے میں مزید وضاحت فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں: "میں اس کو بار بار بیان کروں گا اور اس کے اظہار سے میں رک نہیں سکتا کہ میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاحِ خَلق کے لیے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔ میں اس طرح بھیجا گیا ہوں جس طرح سے وہ شخص بعد کلیم اللہ مردِ خدا کے بھیجا گیا تھا جس کی روح ہیروڈیس کے عہد حکومت میں بہت تکلیفوں کے بعد آسمان کی طرف اٹھائی گئی"۔ (فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 7 – 8)

پھر اس بات کا اعلان فرماتے ہوئے کہ جس مسیح موعود کے آنے کی آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی وہ اپنے وقت پر ظاہر ہوا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "سو اے بھائیو! برائے خدا دھکہ اور زبردستی مت کرو۔ ضرور تھا کہ میں ایسی باتیں پیش کرتا جن کے سمجھنے میں تمہیں غلطی لگی ہوئی تھی۔ اگر تم پہلے ہی راہِ ثواب پر ہوتے تو میرے آنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ میں کہہ چکا ہوں کہ میں اس اُمّت کی اصلاح کے لیے ابنِ مریم ہو کر آیا ہوں اور ایسا ہی آیا ہوں کہ جیسے حضرت مسیح ابنِ مریم یہودیوں کی اصلاح کے لیے آئے تھے۔ میں اسی وجہ سے تو ان کا مثیل ہوں کہ مجھے وہی اور اسی طرز کا کام سپرد ہوا ہے جیسا کہ انہیں سپرد ہوا تھا۔ مسیح نے ظہور فرما کر یہودیوں کو بہت سی غلطیوں اور بے بنیاد خیالات سے رہائی دی تھی۔ منجملہ اس کے ایک یہ بھی تھا کہ یہودی ایلیا نبی کے دوبارہ دنیا میں آنے کی ایسی ہی امید باندھے بیٹھے تھے جیسے آج کل مسلمان مسیح ابنِ مریم رسول اللہ کے دوبارہ آنے کی امید باندھے بیٹھے ہیں۔ سو مسیح نے یہ کہہ کر کہ ایلیا نبی اب آسمان سے اتر نہیں سکتا، زکریا کا بیٹا یحیٰ ایلیا ہے جس نے قبول کرنا ہے کرے، اس پرانی غلطی کو دور کیا اور یہودیوں کی زبان سے اپنے تئیں ملحد اور کتابوں سے پھرا ہوا کہلایا مگر جو سچ تھا وہ ظاہر کر دیا۔ یہی حال اس کے مثیل کا بھی ہوا اور حضرت مسیح کی طرح اس کو بھی ملحد کا خطاب دیا گیا۔ کیا یہ اعلیٰ درجہ مماثلت نہیں"۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 304)

اور صرف مسلمانوں کے لیے ہی نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر قوم اور مذہب کو اپنی بعثت کی اہمیت بتائی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: "یہ بھی واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لیے ہی نہیں ہے بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لیے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ایسا ہی میں ہندوؤں کے لیے بطور اوتار کے ہوں اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کے دور کرنے کے لیے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابنِ مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ روحانی حقیقت کی رُو سے میں وہی ہوں۔ **یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں ہے بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لیے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لیے مسیحِ موعود ہے۔** میں جانتا ہوں کہ جاہل مسلمان اس کو سن کر فی الفور یہ کہیں گے کہ ایک کافر کا نام اپنے پر لے کر کفر کو صریح طور پر قبول کیا ہے۔ لیکن یہ خدا کی وحی ہے جس کے اظہار کے بغیر میں رہ نہیں سکتا اور آج یہ پہلا دن ہے کہ ایسے بڑے مجمع میں اس بات کو میں پیش کرتا ہوں کیونکہ جو لوگ خدا کی طرف سے ہوتے ہیں وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے"۔ (لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 228)

یہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لیکچر سیالکوٹ میں فرمایا جہاں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ خطاب، یہ لیکچر مسلمانوں اور ہندوؤں کے ایک بہت بڑے مجمع میں دیا تھا۔

پھر اپنی بعثت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں: ”انسان جو کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کرتا ہے وہ سب موجب معصیت ہو جاتا ہے۔ ایک ادنیٰ سپاہی سرکار کی طرف سے کوئی پروانہ لے کر آتا ہے تو اس کی بات نہ ماننے والا مجرم قرار دیا جاتا ہے اور سزا پاتا ہے۔ مجازی حکام کا یہ حال ہے تو احکم الحاکمین کی طرف سے آنے والے کی بے عزتی اور بے قدری کرنا کس قدر عدول حکمی اللہ تعالیٰ کی ہے۔ خدا تعالیٰ غیّور ہے۔ اس نے مصلحت کے مطابق عین ضرورت کے وقت بگڑی ہوئی صدی کے سر پر ایک آدمی بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو ہدایت کی طرف بلائے۔ اس کی تمام مصالح کو پاؤں کے نیچے کچلنا ایک بڑا گناہ ہے“۔

پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”انسان کی عقل خدا تعالیٰ کی مصلحت سے نہیں مل سکتی۔ آدمی کیا چیز ہے جو مصلحت الٰہی سے بڑھ کر سمجھ رکھنے کا دعویٰ کرے۔ خدا تعالیٰ کی مصلحت اس وقت بدیہی اور اجلیٰ ہے“۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”اسلام میں سے پہلے ایک شخص بھی مرتد ہو جاتا تھا (اپنے زمانے کی بات فرما رہے ہیں) تو ایک شور برپا ہو جاتا تھا۔ اب اسلام کو ایسا پاؤں کے نیچے کچلا گیا ہے کہ ایک لاکھ مرتد موجود ہے۔ اسلام جیسے مقدّس مطہّر مذہب پر اس قدر حملے کیے گئے ہیں کہ ہزاروں لاکھوں کتابیں آنحضرت ﷺ کو گالیوں سے بھری ہوئی شائع کی جاتی ہیں۔ بعض رسالے کئی کروڑ تک چھپتے ہیں۔ اسلام کے برخلاف جو کچھ شائع ہوتا ہے اگر سب کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو ایک بڑا پہاڑ بنتا ہے۔ مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ گویا ان میں جان ہی نہیں اور سب کے سب مر ہی گئے ہیں۔ اس وقت اگر خدا تعالیٰ بھی خاموش رہے تو پھر کیا حال ہو گا۔ خدا کا ایک حملہ انسان کے ہزار حملہ سے بڑھ کر ہے اور وہ ایسا ہے کہ اس سے دین کا بول بالا ہو جائے گا۔ عیسائیوں نے انیس سو سال سے شور مچا رکھا ہے کہ عیسیٰ خدا ہے اور ان کا دین اب تک بڑھتا چلا گیا اور مسلمان ان کو اور بھی مدد دے رہے ہیں۔ عیسائیوں کے ہاتھ میں بڑا حربہ یہی ہے کہ مسیح زندہ ہے اور تمہارے نبی ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔ لاہور میں لارڈ بشپ نے ایک بھاری مجمع میں یہی بات پیش کی۔ کوئی مسلمان اس کا جواب نہ دے سکا مگر ہماری جماعت میں سے مفتی محمد صادق صاحب جو یہ موجود ہیں، اٹھے اور انہوں نے قرآن شریف، حدیث، تاریخ، انجیل وغیرہ سے ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور ہمارے نبی کریم ﷺ زندہ ہیں کیونکہ آپ ﷺ سے فیض حاصل کر کے کرامت اور خوارق دکھانے والے ہمیشہ موجود رہے۔ تب اس کا جواب وہ کچھ نہ دے سکا۔“

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”میں نے ایک دفعہ لدھیانہ میں عیسائیوں کو اشتہار دیا تھا کہ تمہارا ہمارا بہت اختلاف نہیں۔ تھوڑی سی بات ہے یہ کہ تم مان لو کہ عیسیٰ فوت ہو گئے اور آسمان پر نہیں گئے۔ تمہارا اس میں کیا حرج ہے؟ اس پر وہ بہت جھنجھلائے اور کہنے لگے کہ اگر ہم یہ مان لیں کہ عیسیٰ مر گیا اور آسمان پر نہیں گیا تو آج دنیا میں ایک بھی عیسائی نہیں رہتا۔ فرمایا کہ دیکھو خدا تعالیٰ علیم و حکیم ہے، اس نے ایسا پہلو اختیار کیا ہے جس سے دشمن تباہ ہو جائے۔ مسلمان اس معاملہ میں کیوں اڑتے ہیں۔ کیا عیسیٰ آنحضرت ﷺ سے افضل تھا؟ **اگر میرے ساتھ خصومت ہے تو اس میں حد سے نہ بڑھو اور وہ کام نہ کرو جو دینِ اسلام کو نقصان پہنچائے۔** خدا تعالیٰ ناقص پہلو اختیار نہیں کرتا اور بجز اس پہلو کے تم کسرِ صلیب نہیں کر سکتے۔“ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 174 – 175)

پھر ایک موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں: **”وہ کام جس کے لیے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں، حال کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں، حال کے ذریعہ سے نہ محض مقال سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب**

سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوّت سے نہیں ہو گا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہو گا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک طرف تو خدا نے اپنے ہاتھ سے میری تربیت فرما کر اور مجھے اپنی وحی سے شرف بخش کر میرے دل کو یہ جوش بخشا ہے کہ میں اس قسم کی اصلاحوں کے لیے کھڑا ہو جاؤں اور دوسری طرف اس نے دل بھی تیار کر دیے ہیں جو میری باتوں کے ماننے کے لیے مستعد ہوں۔ **میں دیکھتا ہوں کہ جب سے خدا نے مجھے دنیا میں مامور کر کے بھیجا ہے اسی وقت سے دنیا میں ایک انقلاب عظیم ہو رہا ہے**"۔ (لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 180 – 181)

یہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لاہور کا لیکچر تھا۔ پھر اس بات کو بیان کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے اظہار اور بندوں کو بچانے کے لیے اپنے فرستادے اور مصلح اور خاص بندے کو بھیجتا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "قانونِ قدیم حضرت ربّ العالمین کا یہی ہے کہ جب دنیا میں کسی نوع کی شدّت اور صعوبت اپنے انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو رحمتِ الٰہی اس کے دور کرنے کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ جیسے جب اِمساکِ باران سے غایت درجہ کا قحط پڑ کر خلقت کا کام تمام ہونے لگتا ہے تو آخر خداوند کریم بارش کر دیتا ہے اور جب وباء سے لاکھوں آدمی مرنے لگتے ہیں تو کوئی صورت اصلاح ہوا کی نکل آتی ہے یا کوئی دوا ہی پیدا ہو جاتی ہے اور جب کسی ظالم کے پنجہ میں کوئی قوم گرفتار ہوتی ہے تو آخر کوئی عادل اور فریاد رس پیدا ہو جاتا ہے۔ پس ایسا ہی جب لوگ خدا کا راستہ بھول جاتے ہیں اور توحید اور حق پرستی کو چھوڑ دیتے ہیں تو خداوند تعالیٰ اپنی طرف سے کسی بندہ کو بصیرت کامل عطا فرما کر اور اپنے کلام اور الہام سے مشرّف کر کے بنی آدم کی ہدایت کے لیے بھیجتا ہے کہ تا جس قدر بگاڑ ہو گیا ہے اس کی اصلاح کرے۔ اس میں اصل حقیقت یہ ہے کہ پروردگار جو قیوّم عالم کا ہے (دنیا کو قائم کرنے والا ہے) اور بقاء اور وجود عالم کا اسی کے سہارے اور آسرے سے ہے، کسی اپنی فیضان رسانی کی صفت کو خلقت سے دریغ نہیں کرتا اور نہ بیکار اور معطّل چھوڑتا ہے بلکہ ہر یک صفت اس کی اپنے موقع پر فی الفور ظہور پذیر ہو جاتی ہے"۔ (براہینِ احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 113 – 114 بقیہ حاشیہ نمبر 10)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ بیان فرماتے ہیں کہ: "وہ شخص بڑا ہی مبارک اور خوش قسمت ہے جس کا دل پاک ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے اظہار کا خواہاں ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے دوسروں پر مقدّم کر لیتا ہے۔ جو لوگ میری مخالفت کرتے ہیں ان کا اور ہمارا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے ہے۔ وہ ہمارے اور ان کے دلوں کو خوب جانتا ہے اور دیکھتا ہے کہ کس کا دل دنیا کے نمود اور نمائش کے لیے ہے اور کون ہے جو خدا تعالیٰ ہی کے لیے اپنے دل میں سوز و گداز رکھتا ہے"۔ فرمایا کہ "یہ خوب یاد رکھو کہ کبھی روحانیت صعود نہیں کرتی جب تک پاک دل نہ ہو۔ جب دل میں پاکیزگی اور طہارت پیدا ہوتی ہے تو اس میں ترقی کے لیے ایک خاص طاقت اور قوّت پیدا ہو جاتی ہے پھر اس کے لیے ہر قسم کے سامان مہیّا ہو جاتے ہیں اور وہ ترقی کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کو دیکھو کہ بالکل اکیلے تھے اور اس بیکسی کی حالت میں دعویٰ کرتے ہیں **یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا**۔ (الاعراف:159)

کون اس وقت خیال کر سکتا تھا کہ یہ دعویٰ ایسے بے یار و مددگار شخص کا بار آور ہو گا۔ پھر ساتھ ہی اس قدر مشکلات آپ ﷺ کو پیش آئیں کہ ہمیں تو ان کا ہزارواں حصہ بھی نہیں آئیں۔" (ملفوظات جلد 8 صفحہ 157 – 158)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا کو عموماً نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "ہماری آخری نصیحت یہی ہے کہ تم اپنی ایمان کی خبر داری کرو۔ یہ نہ ہو کہ تم تکبّر اور لاپرواہی دکھلا کر خدائے ذوالجلال کی نظر میں سرکش ٹھہرو۔ دیکھو خدا نے تم پر ایسے وقت میں نظر کی جو نظر کرنے کا وقت تھا۔ سو کوشش کرو کہ تا تمام سعادتوں کے وارث ہو جاؤ۔ خدا نے آسمان پر سے دیکھا کہ جس کو عزّت دی گئی اس کو پیروں کے نیچے کچلا جاتا ہے اور وہ رسول ﷺ جو سب سے بہتر تھا اس کو گالیاں دی جاتی ہیں، اس کو بدکاروں اور جھوٹوں اور افتراء کرنے والوں میں شمار کیا جاتا ہے اور اس کے کلام کو جو قرآن کریم ہے بُرے کلموں کے ساتھ یاد کر کے انسان کا کلام سمجھا جاتا ہے۔ سو اس نے اپنے عہد کو یاد کیا۔ وہی عہد جو اس آیت میں ہے: **اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا**

لَہٗ لَحَافِظُوۡنَ۔(الحجر:10) سو آج اسی عہد کے پورا ہونے کا دن ہے۔ اس نے بڑے زور آور حملوں اور طرح طرح کے نشانوں سے تم پر ثابت کر دیا ہے کہ یہ سلسلہ جو قائم کیا گیا اس کا سلسلہ ہے۔ کیا کبھی تمہاری آنکھوں نے ایسے قطعی اور یقینی طور پر وہ خدا تعالیٰ کے نشان دیکھے تھے جو اب تم نے دیکھے۔ خدا تمہارے لیے کُشتی کرنے والوں کی طرح غیر قوموں سے لڑا اور ان پر فتح پائی۔ دیکھو آتھم کے معاملہ میں بھی ایک کُشتی تھی۔ تلاش کرو آج آتھم کہاں ہے؟ سنو! آج وہ خاک میں ہے۔ وہ اسی شرط کے موافق جو الہام میں تھی چند روز چھوڑا گیا اور اسی شرط کے موافق جو الہام میں تھی پکڑا گیا۔ دوسری کُشتی لیکھرام کا معاملہ تھا۔ پس سوچ کر دیکھو کہ اس کُشتی میں بھی خدا تعالیٰ کیسے غالب آیا؟ اور تم نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ جس طرح اس کی موت کی الہامی پیشگوئیوں میں پہلے سے علامتیں مقرر کی گئی تھیں اسی طرح وہ سب علامتیں ظہور میں آئیں۔ خدا کے قہری نشان نے ایک قوم پر سخت سوگ وارد کیا۔ کیا کبھی تم نے پہلے اس سے دیکھا کہ تم میں اور تمہارے رُوبرُو اس جلال سے خدا کا نشان ظاہر ہوا ہو؟ سوائے مسلمانوں کی ذریّت! خدا تعالیٰ کے کاموں کی بے حرمتی مت کرو۔ تیسری کُشتی مہوتسو کے جلسے کا معاملہ تھا۔ دیکھو اس کُشتی میں بھی خدا تعالیٰ نے اسلام کا بول بالا کیا اور تمہیں اپنا نشان دکھلایا اور قبل از وقت اپنے بندے پر ظاہر کیا کہ اسی کا مضمون بالا رہے گا اور پھر ایسا ہی کر کے دکھلا بھی دیا اور مضمون کے بابرکت اثر سے تمام حاضرین کو حیرت میں ڈال دیا۔ کیا یہ خدا کا کام تھا یا کسی اور کا؟"۔ یہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس جلسے کا ذکر فرما رہے ہیں جہاں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی پڑھی گئی تھی اور اس کی کامیابی کے بارے میں پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتا دیا تھا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا اعلان بھی کر دیا تھا اور پھر غیروں نے برملا اس کا اظہار بھی کر دیا کہ یقیناً یہ کامیاب ترین مضمون تھا۔

پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "پھر چوتھی کُشتی ڈاکٹر کلارک کا مقدمہ تھا جس میں تینوں قومیں آریہ اور عیسائی اور مخالف مسلمان متفق ہو گئے تھے تا میرے پر اقدامِ قتل کا مقدمہ ثابت کریں۔ اس میں خدا تعالیٰ نے پہلے سے ظاہر کر دیا کہ وہ لوگ اپنے ارادہ میں ناکام رہیں گے اور دو سو کے قریب آدمیوں کو قبل از وقت یہ الہام سنایا گیا اور آخر ہماری فتح ہوئی۔ پانچویں کُشتی مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کا مقدمہ تھا جس کے عزیز اور لواحق اسلام سے ٹھٹھا کرتے تھے اور بعض سخت مرتدان میں سے قرآن شریف کی سخت تکذیب کر کے اور اسلام پر زبان بد کھول کر مجھ سے تصدیقِ اسلام کا نشان مانگتے تھے اور اشتہار چھپواتے تھے۔ سو خدا نے انہیں یہ نشان دیا کہ احمد بیگ عزیز ان کا چند موتوں اور مصیبتوں کو دیکھنے کے بعد تین برس کے اندر فوت ہو جائے گا۔ سو ایسا ہی ہوا اور وہ میعاد کے اندر فوت ہو گیا تا معلوم کریں کہ ہر ایک شوخی کی سزا ہے"۔ (ایام صلح، روحانی خزائن جلد14 صفحہ 325 تا 327)

پس آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کو تنبیہ کی کہ خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے سے لڑائی مت کرو۔ جب اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے تو وہ مدد اور نصرت بھی فرماتا ہے، نشانات بھی دکھاتا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پر شوکت الفاظ میں فرمایا ہے کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"۔ (براہینِ احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 665 بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر 4)

پس آج دو سو سے اوپر ممالک میں پھیلی ہوئی جماعت احمدیہ اس بات کا اعلان کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی دنیا پر ظاہر فرماتا چلا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو پھیلانے والوں میں حصہ دار بنائے اور ہمارے ایمان و ایقان کو مضبوط کرے اور ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل 10 اپریل 2020ء بروز جمعۃ المبارک)

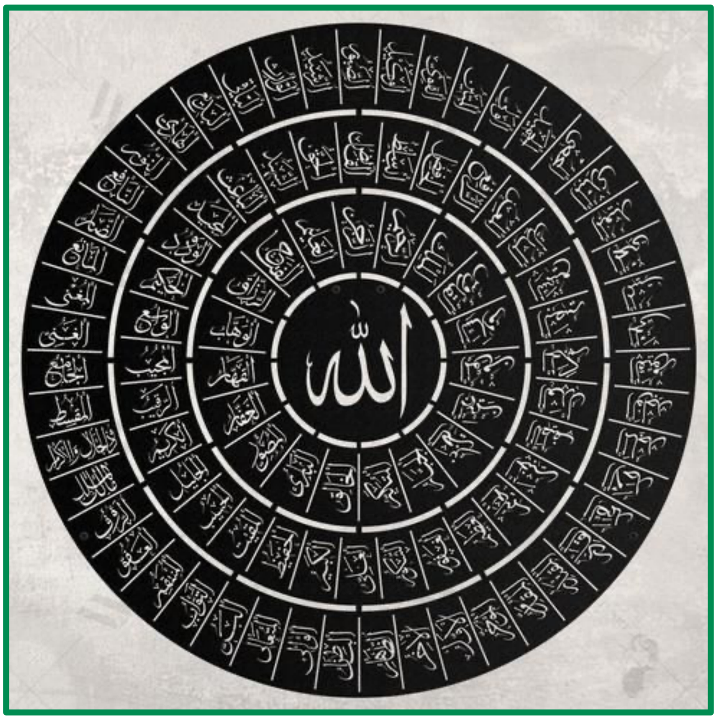

صفات باری تعالیٰ

(سعدیہ جاوید – مجلس بیت النصر)

خدا تعالیٰ کی طرف توجہ پھیرنے کا سب سے برتر اور اعلیٰ ایک ہی طریق ہے کہ اس کی صفاتِ حسنہ کو اپنے سامنے لایا جائے اور اس کی صفات کے معنی و مطالب کا علم ہو تا کہ انسان اپنے پیدا کرنے والے رحمٰن خدا کی صحیح طور پر حمد و ثناء کر سکے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد سے لگایا جاسکتا ہے کہ ”کوئی مذہب اسی وقت بگڑتا ہے جب اس کے پیرو صفاتِ الٰہیہ کے سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں اور جب صفاتِ الٰہیہ کے سمجھنے میں نقص پیدا ہو گا تو ساتھ ہی شرک پیدا ہو گا“۔(الفضل 5 فروری 1916ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا ”خدا تعالیٰ کی صفات ایک دوسرے سے پھوٹ رہی ہیں۔ ایک پہلو سے ایک صفت دوسری صفت کو پیدا کر رہی ہے اور ایک دائمی لازم و ملزوم کا تعلق ہے جو زاویہ بدلنے سے بہت ہی دلکش رنگوں میں دکھائی دیتا ہے اور نئے نئے خوبصورت رنگ اس سے پھوٹتے ہیں“۔(خطبہ جمعہ 2 جون 1995ء)

خدا تعالیٰ کی اُمّ الصّفات میں دوسری صفت حسنہ صفت رحمٰن ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”پھر اللہ کی صفت **الرَّحْمٰن** بیان کی ہے اور اس صفت کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ انسان کی فطری خواہشوں کو اس کی دعا یا التجا کے بغیر اور بدُوں کسی عمل عامل کے عطا (پورا) کرتا ہے۔ مثلاً جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اس کے قیام و بقاء کے لیے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ پہلے سے موجود ہوتی ہیں“۔(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اوّل صفحہ 65)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس طرح رحمان خدا ہماری دنیاوی ضروریات پوری کر رہا ہے، ان کے لیے ہمیں مختلف چیزوں سے نوازتا ہے اور اسی کا یہ فیض عام ہے۔ اس کی پیدا کی ہوئی چیزوں سے امیر و غریب سب برابر کا حصہ لے رہے ہیں۔ اسی طرح روحانی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے بھی خدا تعالیٰ نے اپنی صفت رحمانیت کے تحت ہی انسانوں کی اصلاح کے لیے ان کو نیکیوں پر قائم رکھنے کے لیے سلسلہ نبوّت اور رسالت جاری فرمایا ہوا ہے“۔(خطبہ جمعہ 15 دسمبر 2006ء)

ذیل کے مضمون میں صفت رحمٰن کے تحت جو صفات ہیں ان ذکر کیا جائے گا۔

اَلنُّوْر: ”اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے“ (النور: 36)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لفظ "**نور**" کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں "ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے خواہ وہ ارواح میں ہے، خواہ اجسام میں اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی اور خواہ ظاہری اور خواہ باطنی ہے اور خواہ ذہنی ہے، اسی کے فیض کا عطیہ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت رب العالمین کا فیض عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اس کے فیض سے خالی نہیں۔ وہی تمام فیوض کا مبدأ ہے جس نے ہر ایک چیز کو ظلمت خانۂ عدم سے باہر نکالا اور خلعت وجود بخشا"۔ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ششم صفحہ 105)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ لفظ "**نور**" کی تشریح میں بیان فرماتے ہیں کہ "پس وہ تمام روشنی کی قسمیں جو مختلف النّوع ہیں جب اکٹھی ہو جائیں تو وہ جو روشنی کی ایک اجتماعی شکل ظاہر ہوتی ہے اس کو **نور** کہا جاتا ہے۔ پس صفاتِ باری تعالیٰ ہی کے ایک حسین اجتماع کا نام **نور** ہے۔ وہ صفات جب اپنی پوری شان کے ساتھ جلوہ گر ہوئی ہیں اور ایک ذات میں سب نے اجتماع کر لیا ہے تو وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا وجود ہے جس میں یہ تمام صفات اکٹھی ہوئیں اور اپنے درجہ کمال کو پہنچ گئیں"۔ (خطبہ جمعہ 17 نومبر 1995ء)

اَلْوَهَّاب: عطا کرنے والا، بخشنے والا، دینی اور دنیاوی ہر دو قسم کے انعامات اس میں شامل ہیں۔

اَلْوَاسِع: کشائش عطا کرنے والا۔ فراخی دینے والا، یہ وسعت اس کی رحمانیت کے ساتھ ہے۔

اَلْحَكِيْم: حکمت مراد ہے، یعنی کسی بھی چیز کو اپنی جگہ پر رکھنا نہ صرف رکھنا بلکہ کمال حسن اور علم کے ساتھ اور یہ خوبی اسی میں ہو سکتی ہے جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہو۔ خدا تعالیٰ کی یہ صفت ہمیں جابجا نظر آتی ہے۔ **حکیم** کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ تمام اشیاء کا صحیح علم بھی رکھتا ہو۔

اَلْحَلِيْم: بردبار، **حلیم** اسے کہتے ہیں جو مغلوب الغضب نہ ہو اور انتقام لینے میں جلدی نہ کرے، باوجود طاقت کے عفو اور درگذر سے کام لے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ہزارہا خطائیں دیکھنے کے باوجود بھی غضب میں نہیں آتا۔

اَلْخَبِيْر: باخبر، دانا، عالم، احاطہ کرنے والا۔ اللہ کی نظر دلوں کی پاتال تک ہے جو ہم ظاہر کریں یا چھپائیں۔ سینوں کی باتوں اور رازوں سے باخبر ہے۔ وہ خوب جانتا ہے اسی وجہ سے حق دار کو اس کا حق ملتا ہے، کوئی بھی بے فیض نہیں رہتا۔ موجودہ اور آئندہ زمانوں کی خبر رکھنے والا ہے۔

اَلْمَجِيْد اَلْمَاجِد: بزرگ، شریف، عظمت و بڑائی والا، عرش کا مالک اور بزرگ شان والا ہے۔

اَلْحَمِيْد: ہر قسم کی حمد و ثناء کا مستحق۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "اے میرے بندو! میری صفات سے مجھے شناخت کرو اور میرے کمالات سے مجھے پہچانو۔ میں ناقص ہستیوں کی مانند نہیں بلکہ میری حمد کا مقام انتہائی مبالغہ سے حمد کرنے والوں سے بڑھ کر ہے اور تم آسمانوں اور زمینوں میں کوئی قابلِ تعریف صفات نہیں پاؤ گے جو تمہیں میری ذات میں نہ مل سکیں"۔ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جلد 1 صفحہ 87)

اَلْغَنِی: ہر قسم کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا۔

اَلْمُعْطِی: عطا کرنے والا، عطا جو کبھی منقطع نہیں ہوتی، دنیا اور آخرت میں جس کی عطا جاری رہتی ہے۔

اَلْمَنَّان: بہت ہی احسان کرنے والا۔

اَلرَّقِیْب: نگہبانی کرنے والا، اصلاحِ خَلق کے لیے اقدام کرنے والا۔

اَلْمَتِیْن: قوّت والا۔

اَلْبَرُّ: نیکی اور احسان کرنے والا، اپنے بندوں کے لیے آسانی پسند کرنے والا، بہت معاف کرنے والا۔

اَلْحَافِظ: نگہبان، دینی اور دنیاوی ہلاکتوں سے بچانے والا۔

سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''اور ان دونوں (آسمانوں اور زمین) کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں۔(256)

خدا تعالیٰ نے جو کائنات بنائی ہے جو ہمہ وقت متحرک ہے۔ کچھ ہماری نظروں کے سامنے اور کچھ بہت زیادہ او جھل ہے۔ وہ اس کو تخلیق کرنے کے بعد اس سے غافل نہیں ہوا بلکہ کائنات کی ہر چیز اور اپنی ہر تخلیق کی خوب حفاظت کے سامان کیے ہیں۔

اَلسَّلَام: حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''**سلام سے مراد مکمل امن**، کسی قسم کا خوف نہیں، تسکینِ قلب، طمانیتِ قلب، ہر وہ چیز جو ہر خوف سے آزاد کر دے اور اپنی ذات میں بھی آزاد اور اندرونی اندیشوں اور ہیجانوں سے بھی آزاد کر دے، اس اصل کامل نام **سلام** ہے۔ اور **سلام** کا لفظ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور ذات پر اطلاق نہیں پا سکتا کیونکہ ایک خدا ہی ہے جو ہر خوف سے پاک ہے اور ہر ضرورت سے پاک ہے اس لیے اس کو کوئی خطرہ نہیں کہ کبھی کوئی چیز مجھے چھوڑ کر چلی جائے گی اور مجھ میں کمزوری واقع ہو جائے گی۔ اس طرح وہ صفات کے لحاظ سے بھی کلیۃً امن ہے۔ ایک لفظ **سلام** میں بکثرت خدا تعالیٰ کی دوسری صفات تعلق رکھتے ہوئے اپنے جلوے دکھاتی ہے اور اسلام کو سمجھنا ہو تو ''**سلام**'' کو اس پہلو سے سمجھنا ضروری ہے۔ **سلام** ان معنوں میں بھی ہے کہ اس کو جو دو گے ضائع نہیں ہو سکتا''۔(خطبہ جمعہ 2جون 1995)

اَلْمُؤْمِن، اَلْمُھَیْمِن: امن بخشنے والا، ہر قسم کے دکھ اور مصیبتوں سے امن دینے والی ہستی، اپنے وعدوں میں سچا، ہدایت کا راستہ بتا کر دنیا کو امن دینے والا، سب کے اعمال کا محافظ، واقف، نگہبان

اَلْبَصِیْر: بہت دیکھنے والا، نظر رکھنے ولا، بہت گہری نظر رکھنے والا۔

اَلصَّبُوْر: بڑا صبر کرنے ولا، تحمّل اور برداشت کرنے والا، مؤاخذہ میں جلدی نہ کرنے والا۔

اَلشَّافِی: شفاء دینے والی ذات، روحانی طور پر بھی اور جسمانی طور پر بھی ہر قسم کی بیماری میں۔

اَلنَّصِیْر: مدد کرنے والا، سب مددگاروں میں سب سے بہترین مدد کرنے والی ہستی، اپنے رسولوں، اپنے ولیوں کی، اپنے نیک بندوں کی مدد کرنے والا۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے جا بجا فرمایا ہے کہ وہ بہترین مددگار ہے۔

اَلْمُطَھِّر: پاک اور پاکیزگی عطا کرنے والا، تزکیہ کرنے والی ذاتِ بابرکات، اپنے بندوں کو الزامات سے پاک کرنے والا وجود۔

اَلْجَاعِل: بنانے والا، مقرّر کرنے والا، امام بنانے والا، زمین میں خلافت بنانے والا۔

اَلْمَوْلٰی: دوست، سرپرستی کرنے والا، کارساز، آقا، مالک۔

(باقی آئندہ شمارے میں)

آنحضرت ﷺ کا عدیم المثال صبر اپنی ذات میں اور خدا اور خدائی احکام کی پیروی میں انسانی زندگی کے لیے سبق آموز نمونے

(فہمیدہ سہیل - مجلس اولن ساکر)

سکھ دکھ، رنج و شادمانی، صحت و بیماری اور راحت و تکلیف انسانی زندگی کے دو متضاد پہلو اور لازمی اجزاء ہیں۔ کوئی فرد بشر مصائب و آلام تکالیف اور حوادث زمانہ سے محفوظ نہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں کسی بھی قسم کے ابتلاء اور مصیبت سے گزرنے والوں کے بارے میں فرماتا ہے **اَلَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡہُمۡ مُّصِیۡبَۃٌ ۙ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَ رَحۡمَۃٌ ۟ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُہۡتَدُوۡنَ۔** (البقرۃ:57 – 58)

یعنی ان پر جب بھی کوئی مصیبت آئے تو (گھبراتے نہیں بلکہ یہ) کہتے ہیں کہ ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں اور ہم یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر ان کے ربّ کی طرف سے برکتیں نازل ہوتی ہیں اور رحمت بھی اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

قربِ الٰہی پانے کا ایک ذریعہ خدا تعالیٰ کی صفات کو سمجھنا، پہچاننا اور پھر اس کے مطابق اپنی روز مرہ زندگی کو گزارنا ہے۔ **اَلصَّبُوۡر** صفاتِ الٰہی میں سے ایک صفت ہے۔ قرآن مجید کی 90 آیات میں صبر کے وسیع معنی بیان کیے گئے ہیں۔ ان معنوں کی عملی تفسیر آنحضرت ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے ہمیں ملتی ہے کہ کس طرح آنحضرت ﷺ نے روز مرّہ کے معاملات سے لے کر دشمنوں کے مقابلہ تک میں صبر دکھانے کے قرینے سکھائے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کا مقام جتنا اعلیٰ تھا اسی مناسبت سے آپ ﷺ پر ابتلاء بھی آئے یا خدائی منشاء یہ تھی کہ وہ عام مخلوق کے لیے آپ ﷺ کے اسوہ کو مشعلِ راہ بنائے کہ کس طرح آنحضرت ﷺ نے اپنی عملی زندگی میں چھوٹی بڑی تکلیف میں غیر معمولی صبر دکھایا۔ اپنے پیاروں کی موت کے صدمے کو بھی کمال صبر سے برداشت کیا۔ اپنے بیٹے ابراہیم اور اپنی صاحبزادی اُمّ کلثوم کی وفات پر کمال صبر کا نمونہ دکھایا اور اپنے پیارے خدا کی رضا کے آگے سر جھکا دیا یہ کہتے ہوئے کہ آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہے مگر ہم اللہ کی مرضی کے خلاف کوئی کلمہ زبان پر نہیں لائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے دوستوں کی موت کے صدمے بھی دیکھے، اُحد میں 70 صحابہ شہید کیے گئے۔ آپ ﷺ کمال صبر سے خدا کی رضا پر راضی رہے۔ آپ ﷺ نے نہ صرف اپنی تکلیفوں پر صبر کیا بلکہ اپنے عزیزوں کو ملنے والی تکالیف پر بھی اُن کو صبر کی نصیحت فرمائی۔ حضرت معاذؓ بن جبل کے بیٹے کی وفات پر آپ ﷺ نے جو تعزیتی خط لکھا وہ صبر اور رضا کا ایک مکمل نمونہ تھا۔ آپ ﷺ نے بسم اللہ کے بعد تحریر فرمایا: ہمارے مال اور ہمارے اہل

وعیال سب اللہ کی عطا ہیں اور یہ سب امانتیں ہیں جو اس نے ہمارے سپرد فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس بچے کے عوض سچی خوشی نصیب کرے اور اس کی موت کے بدلے تمہیں بہت سا اجر عطا کرے۔ اگر تم ثواب کی نیّت رکھتے ہو تو صبر کرو۔

آنحضرت ﷺ کی مکّی زندگی کا عدیم المثال صبر یہ ہے کہ ساری قوّتوں کے باوجود اپنی ذاتی تکلیف کے حوالے سے کبھی بھی انتقامی جذبات سے کام نہیں لیا اور کسی موقع پر بھی آپ ﷺ نے نفسانی جذبات کا استعمال نہیں کیا۔ رسولِ اکرم ﷺ نے جب نبوّت کا اعلان کیا تو مکہ کا سارا ماحول آپ ﷺ کے لیے اجنبی بن گیا۔ وہی لوگ جن کے درمیان آپ ﷺ کا بچپن اور جوانی گزری، جو آپ کی امانت و صداقت کے مداح تھے وہ آپ ﷺ کے مخالف اور جانی دشمن ہو گئے۔ آپ ﷺ کے

خوبصورت نام "محمد" کو بگاڑ کر "مذمم" (قابلِ مذمت) بلایا جاتا۔ آپ ﷺ کو بے اولاد ہونے کا طعنہ دیا جاتا۔ آپس میں ایسے اشارے کیے جاتے جس سے آپ ﷺ کی ذات کا تمسخر اُڑایا جاتا۔ آپ ﷺ کے سر پر خاک ڈال دی جاتی۔ آپ ﷺ کی بیٹی فاطمہ آپ ﷺ کا سر دھوتی جاتیں اور روتی جاتیں۔ آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھا دیے جاتے۔ آپ ﷺ کو اپنے گھر میں بھی آرام سے نہ رہنے دیا جاتا۔ ہنڈیا پک رہی ہوتی تو اس میں غلاظت پھینک دی جاتی اور اپنے گھروں کی غلاظت اور گوبر آپ ﷺ کے گھر میں پھینک دی جاتی۔ رسول اللہ ﷺ کو طوافِ کعبہ سے روکا جاتا۔ بیت اللہ میں نماز پڑھنے سے روکا جاتا۔ ایک دفعہ بیت اللہ میں نماز پڑھتے ہوئے سجدے کی حالت میں گند سے بھری ہوئی اونٹنی کی بچہ دانی آپ ﷺ کے کندھوں پر رکھ دی کہ رسول اللہ ﷺ سجدے سے اس حالت میں سر نہ اُٹھا سکتے تھے۔ الغرض اذیّت دینے کی کوئی حد مقرّر نہ تھی لیکن ہمارے پیارے رسول ﷺ کی بیٹی جب یہ گند صاف کرتے ہوئے دل گرفتہ ہو جاتیں تو بیٹی کو تسلّی دیتے ہوئے فرماتے بیٹی رونا نہیں اللہ تمہارے باپ کا محافظ ہے۔

اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس بندے کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِي فِي مُصِيْبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا۔** ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں اور اے میرے اللہ! مجھے مصیبت میں اجر دے اور میرے لیے اس کے بعد اس سے بہتر عطا کر، تو اللہ تعالیٰ ضرور اُس کی مصیبت کے بدلے میں اس کو اجر دیتا ہے اور اس کے بعد اس کو اس سے بہتر عطا فرماتا ہے۔ (الجامع لشعب الایمان جلد 12 صفحہ 182۔ السبعون من شعب الایمان باب فی الصبر علی المصائب۔ حدیث 9247۔ مطبوعہ مکتبۃ الرشد۔ ناشرون 2004ء)

مظالم کے تمام حربے آزمانے کے باوجود رسولِ خدا کی استقامت نے دشمنانِ دین کے غصے کو بھڑکا دیا تو انہوں نے آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے ماننے والوں کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا، یعنی مکمل بائیکاٹ کا اعلان۔ یہ زمانہ آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کے لیے ایک سخت تکلیف دہ اور خوف وہراس کا زمانہ تھا۔ کئی اس محصوری کے نتیجے میں فاقوں سے وفات پا گئے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی محبوب بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی ان تکلیفوں کے نتیجے میں وفات پا گئیں۔ حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد کفارِ مکہ نے مظالم کی وہ انتہا کی کہ مفسّرین نے ادبِ رسول کا خیال رکھتے ہوئے آنحضرت ﷺ پر ہونے والے مظالم کو بہت کم بیان کیا۔ خود نبی کریم ﷺ نے بھی اپنے اوپر ہونے والے مظالم کا تذکرہ اپنے اہل کے ساتھ بہت کم کیا ہے لیکن یہ آپ ﷺ کا بے ثبات صبر ہی تھا جس نے ایسا عظیم انقلاب پیدا کیا کہ عرب کا وحشت خیز معاشرہ اپنی تمام انانیت اور حکمرانی چھوڑ کر آپ ﷺ کی غلامی میں فخر محسوس کرنے لگا اور پھر یہ لوگ روحانیت میں ترقی کرتے کرتے زندہ خدا کے نور کا مظہر بن گئے۔

مقاطعہ کے بعد مکہ کے لوگ مسلمانوں سے قطع تعلقی کے عادی ہو چکے تھے۔ تبلیغ کا میدان محدود ہونے کی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے مکہ سے تقریباً چالیس میل دور طائف کی خوبصورت وادی میں بوجہ تبلیغ سفر کیا لیکن وہاں کے لوگ اذیّت دینے میں مکہ والوں سے بھی چار قدم آگے نکلے۔ انہوں نے صرف گالی گلوچ پر ہی اکتفانہ کیا بلکہ ایسا بے دردی سے پتھراؤ کیا کہ آپ ﷺ کے پاؤں خون سے لہولہان ہو گئے مگر ظالموں کا دل ٹھنڈا نہ ہوا۔ وہ آپ ﷺ کے پیچھے چلتے گئے یہاں تک کہ شہر سے دور پہاڑیوں پر پہنچ گئے۔ رسولِ خدا کا یہ سفر انتہائی تکلیف و مصائب کا سفر تھا۔ ایک مقام ایسا بھی آیا کہ فرشتے نے نازل ہو کر آپ ﷺ سے اجازت چاہی کہ ان کو سنگسار کر دیا جائے لیکن رسول اللہ نے کامل صبر سے فرمایا نہ ایسا نہ کرنا، پھر مجھ پر ایمان کون لائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اپنی جماعت کو اسی سیرت کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”خدا ہر ایک قدم میں تمہارے ساتھ ہو گا اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا۔ خدا کے فضل کا صبر سے انتظار کرو۔ گالیاں سنو اور چپ رہو۔ ماریں کھاؤ اور صبر کرو اور حتّی المقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو تا آسمان پر تمہاری قبولیت لکھی جاوے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور دل ان کے خدا کے خوف سے پگھل جاتے ہیں انہیں کے ساتھ خدا ہوتا ہے“۔ (الفضل انٹرنیشنل 4/نومبر 2005ء)

تاریخ اسلام میں صلح حدیبیہ کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ صلح کی شرائط پر پہلی نظر میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ شرائط مرعوب ہو کر یا دباؤ میں آکر مانیں لیکن آپ ﷺ کی مبارک نگاہیں اس صلح کے نتیجے میں جو نتائج دیکھ رہی تھیں وہ صحابہؓ نہیں دیکھ پا رہے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ طاقتور پہلوان وہ شخص نہیں جو دوسرے کو پچھاڑ دے۔ اصل پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الادب۔ باب الحذر من الغضب)

آپ ﷺ کی زندگی کے دوسرے دور میں آپ ﷺ نے دین کی حفاظت اور اس کو بچانے کے لیے خدا کے حکم سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ مدینہ کا دور مشرکینِ مکہ کی طرف سے تکالیف کے ساتھ ساتھ منافقین مدینہ کی شرپسندیوں اور تکلیفوں کا دور ہے۔ ایک وقت ایسا آیا کہ جب آپ ﷺ نے اسلام کی حفاظت اور اپنے دفاع کے لیے تلوار اُٹھائی تو دنیا کو جنگ کے آداب سکھائے۔ ہر انسان جو جنگوں کی تاریخ جانتا ہے وہ جانتا ہے کہ فاتحین عالم فتح کے نشے میں شہروں میں داخل ہوتے ہیں تو آبادیوں کی آبادیاں اُجاڑ دیتے ہیں اور معزّز مکینوں کو بے عزت اور ذلیل کر دیا جاتا ہے۔ فتح مکہ ایک شہر کی فتح کی بجائے آپ ﷺ کے کامل صبر کے نتیجے میں عفو کی فتح کہی جا سکتی ہے۔

مسٹر آتھر کا ایک جامع بیان آپ ﷺ کے فتح مکہ کے موقع پر خُلق صبر پر واضح روشنی ڈالتا ہے۔

”اہلِ مکہ کے ماضی کے انتہائی ظالمانہ سلوک پر انہیں جس قدر بھی طیش آتا کم تھا مگر انہوں نے اپنے لشکر کو ہر قسم کے خون خرابے سے روکا۔ آپ ﷺ نے اللہ کے سامنے انتہائی بندگی و عبدیت کا مظاہرہ کیا اور شکر بجا لائے۔ صرف دس بارہ آدمی ایسے تھے جنہیں پہلے سے ہی ان کے وحشیانہ روّیے کی وجہ سے جلاوطن کر دیا گیا تھا اور ان میں سے بھی صرف چار کو قتل کیا گیا۔ لیکن دوسرے فاتحوں کی وحشیانہ افعال و حرکات کے مقابلہ میں اسے بہر حال انتہا درجے کی شرافت و انسانیت سے تعبیر کیا جائے گا“۔

آنحضرت ﷺ اپنے ذاتی معاملات اور ذاتی تکالیف پر نہایت نرمی اور صبر کا مظاہرہ کرتے لیکن دینی معاملات میں اللہ کے لیے بہت غیرت رکھتے تھے۔ جنگ اُحد اس کی ایک عمدہ مثال ہے کہ آپ ﷺ دیکھ رہے ہیں کہ دشمن آپ ﷺ کی ہتک کرکے خوشی محسوس کر رہا ہے مگر آپ ﷺ نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی لیکن جب معاملہ خدا کی عزت کا آیا تو آپ ﷺ نے خاموشی کو ناپسند کیا جب ابوسفیان نے اپنی جھوٹی فتح کی خوشی میں نعرہ لگایا کہ ہم نے ابوبکر و عمر کو مار دیا یہاں تک کہ نعوذ باللہ رسول اللہ کو بھی قتل کر دیا۔ دراصل اس کا یہ دعویٰ رسول کریم ﷺ کی ہتک کرنا تھا۔ اس کی بار بار للکار سے بھی آنحضرت ﷺ نے انتہائی صبر کے ساتھ موقع کی نزاکت کے باعث جواب دینے سے منع فرما دیا تاکہ زخمی مسلمان دوبارہ ان کے حملے کا شکار نہ ہوں لیکن جب ابوسفیان نے فخریہ طور اعل ھبل اعل ھبل کا نعرہ لگایا کہ اے ھبل تیر ادرجہ بلند ہو تو آپ ﷺ اس مشرکانہ نعرے کو برداشت نہ کر سکے اور فرمایا جواب کیوں نہیں دیتے کہو اللہ اعلیٰ واجل کہ خدا تعالیٰ ہی سب سے بلند رتبہ اور سب سے زیادہ شان والا ہے۔

آج کے دور میں بھی آزادیٔ رائے کے تحت کئی جگہوں پر ہتک رسول یا توہین قرآن کے واقعات عام مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے کا باعث بن جاتے ہیں۔ عام مسلمان اس کے ردِّ عمل کے طور پر ہڑتالیں اور توڑ پھوڑ شروع کر دیتے ہیں لیکن جماعت احمدیہ جس کا دعویٰ ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی تعلیم کو پھیلانے اور اُن کے اسوہ کی پیروی کرنے کے لیے قائم ہوئی ہے، اس کا ہر فرد خلیفہ وقت کی ہدایت پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر عمل کرتا ہے کہ اس قسم کی حرکات کرنے والوں کو سمجھاؤ، آنحضرت ﷺ کے محاسن بیان کرو، دنیا کو ان خوبصورت اور روشن پہلوؤں سے آگاہ کرو جو دنیا کی نظر سے چھپے ہوئے ہیں اور اللہ سے دعا کرو کہ یا تو اللہ تعالیٰ ان کو ان حرکتوں سے باز رکھے یا پھر خود ان کی پکڑ کرے۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے اپنے طریقے ہیں وہ بہتر جانتا ہے کہ اس نے کس طریقے سے کس کو پکڑنا ہے۔ (خطبہ جمعہ 10 فروری 2006ء)

انسان آج جس مادیت کے دور سے گزر رہا ہے جہاں پر رشتے اور تعلق ثانوی حیثیت اختیار کر رہے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت، ایثار، قربانی کی جگہ اپنی اغراض اوّلین حیثیت اختیار کر رہی ہیں، ہمیں خدا تعالیٰ کے وعدے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ یعنی کہ بے شک وہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، ہمیں ایک پُر امن گھر، ایک پُر امن خاندان اور ایک پُر امن معاشرہ کے قیام کی ضرورت ہے۔ صبر اور تحمّل کی انفرادی زندگی میں بھی ضرورت ہے اور اجتماعی زندگی میں اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے جہاں مختلف طبیعتوں کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اور اگر بعض معاملات میں صبر اور ضبط سے کام نہ لیا جائے تو اجتماعیت میں جو فوائد ہیں اس سے انسان محروم ہو جاتا ہے۔

یحیٰ بن وثّاب نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک بزرگ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ مسلمان جو لوگوں سے ملتا جلتا رہتا ہے اور ان کی تکلیف دہ باتوں پر صبر کرتا ہے، اُس مسلمان سے بہتر ہے جو نہ تو لوگوں سے میل ملاپ رکھتا ہے اور نہ ہی ان کی تکلیف دہ باتوں پر صبر کرتا ہے۔ (سنن ترمذی۔ کتاب القیامۃ والرقائق)

(استفادہ کتب: اسوۂ انسان کامل۔ سیرت النبی ﷺ۔ نبیوں کا سردار)

(لجنہ اماء اللہ ناروے کی طرف سے مؤرخہ 6 دسمبر 2019ء کو منعقد کیے گئے نعتیہ مشاعرے میں پڑھی گئی)

نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(شاہدہ ناصر)

ہوا فاراں پہ جو جلوہ گر ہے
براہیمی دعاؤں کا ثمر ہے

وہی میرا نبی میرا نبی ہے
سب نبیوں سے وہ بالاتر ہے

ملائک نہ پہنچ پائے جہاں تک
وہی تو میرے دلبر کی گذر ہے

نوشتوں میں لکھا تھا جو ازل سے
وہی خاتم وہی خیر البشر ہے

نور چمکا ہے اسی کا ارض و سماء میں
ہوا قلب محمدؐ پہ خدا جلوہ گر ہے

میرے آقا پہ درود، سلام اور رحمت
وہی میرا شفیع روزِ حشر ہے

میرا ہر راہ پہ جو راہبر ہے
وہی ظلمات میں نورِ سحر ہے

نور اس کا ہی چمکا ہے مکرر
اسی پرتو سے جاری پھر امر ہے

برکتوں سے اس کی پیے جام بہت ہیں

گواہ اس کی یہ محفل، بیت النصر ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ اسلام

(صدیقہ وسیم ۔ مجلس فرید رکستاد)

"اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے مشن کو پورا کرنے کے لیے اور اپنے آخری دین کی تکمیل کی اشاعت کے لیے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح و مہدی اور آنحضرت ﷺ کی کامل پیروی اور اتباع میں غیر شرعی نبی کا اعزاز دے کر دنیا میں بھیجا۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ یہ عشق و محبت ہی تھا جس کی وجہ سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلام کے دفاع کے لیے جہاں قرآن کریم کا گہرا مطالعہ فرماتے تھے وہاں دوسرے مذاہب کی کتب کا بھی مطالعہ کر کے قرآن کریم کی برتری ثابت کرنے کی کوشش میں لگے رہتے تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشن آنحضرت ﷺ کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنا اور قرآن کریم کی حقانیت کو ثابت کرنا تھا"۔ (الفضل انٹرنیشنل 3/جولائی 2009ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمات

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام مسلمانوں کو آنحضرت ﷺ کے مقام کی پہچان کروانا اور دوسرے مذاہب کے حملوں سے بچانا تھا اور نہ صرف بچانا ہی بلکہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلانا بھی تھا، اُس ہدایت سے دنیا کو روشناس کروانا بھی تھا جو آخری شرعی نبی کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر اتاری تھی اور جس کے متعلق روایات میں آتا ہے کہ آخری زمانے میں مسیح و مہدی نے آکر یہ کام کرنا ہے کہ اسلام کو تمام ادیان پر اللہ تعالیٰ کی مدد سے غالب کرنا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعویٰ فرمایا کہ "وہ مسیح و مہدی جو آنا تھا وہ میں ہوں اور اپنے دعوے کی سچائی میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیشمار پیشگوئیاں فرمائیں جو بڑی شان سے پوری ہوئیں"۔ (الفضل انٹرنیشنل 13/اپریل 2007)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کام کا آغاز نہایت شجاعت اور جوانمردی کے کاری وار سے کیا کہ غیر بھی پکار اٹھے کہ آنحضور ﷺ کے دورِ اوّل کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کسی کو ایسی توفیق نہیں ملی۔ اس سلسلہ میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب سے پہلی تصنیف براہین احمدیہ گویا اہل اسلام کے لیے جدید اور مضبوط ہتھیاروں کا ایک اسلحہ خانہ ثابت ہوئی جس نے دشمن کے کیمپ میں ایک ہلچل مچادی۔ اس کتاب پر مولوی محمد حسین بٹالوی نے وہ تاریخی خراج عقیدت پیش کیا جو رہتی دنیا تک یاد کیا جاتا رہے گا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب موصوف نے لکھا کہ "ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانے میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں"۔ (تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 172)

غرض براہین احمدیہ جیسی عظیم کتاب کے ساتھ اس غلبہ کی بنیاد رکھی گئی اور اس کے بعد تمام بڑے بڑے مذاہب عیسائیت، ہندومت وغیرہ کو جو اسلام پر حملہ آور تھے، اسی طرح مغربی فلسفہ کے زہریلے اثر کو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف آسمانی نشانوں سے پارہ پارہ کیا بلکہ دلائل و براہین قاطعہ

کے ساتھ بھی ان کا ایسامنہ توڑ جواب دیا، ان کا ایسا ناطقہ بند کیا اور اس دفاع کے بعد اسلام کی طرف سے ایسے زور دار حملے کیے کہ انہیں میدان سے بھاگنے کے سوا چارہ نہ رہا اور جو پہلے فتح کے شادیانے بجا رہے تھے اچانک سوگوار ہو کر اپنی ناکامیوں پر ماتم کرنے لگے اور ان کی حالت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر کے مطابق ہوگئی۔

اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا　　　اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر ایک عظیم الشّان عہد

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے معاً بعد کچھ لوگ گھبرائے کہ اب کیا ہوگا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”مجھے یاد ہے گو میں اس وقت انیس سال کا تھا مگر میں نے اسی جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سرہانے کھڑے ہو کر کہا کہ اے خدا! میں تجھ کو حاضر ناظر جان کر تجھ سے سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ تو نے نازل فرمایا ہے، میں اس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا“۔ (سوانح فضلِ عمر جلد اوّل صفحہ 178-179)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسلام کی ترقی کی تڑپ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہائی کم عمری میں راتوں کو سجدوں میں گر کر اسلام کی ترقی کی دعائیں کیا کرتے تھے۔ یہی تڑپ تھی جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سارے ہندوستان میں سفر اختیار کیے اور مختلف مقامات پر شرک، خدا کی وحدانیت، حضرت محمد ﷺ کے اوصافِ حمیدہ کا بیان اور قرآنی حقائق و معارف پر دلنشین تقریریں کیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات پر اچھالنے والے کیچڑ کے جواب میں سارے ہندوستان میں جگہ جگہ سیرت النبی ﷺ کے جلسوں کے ذریعہ آپ ﷺ کی سیرت کا پرچار کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

پھیلاؤ سب جہان میں قولِ رسول کو　　　حاصل ہو شرق و غرب میں سطوت خدا کرے

کشمیر میں بہائیت کے خاتمے کی جدّوجہد، اسلام کو ہندوستان سے باہر کی دنیا میں پھیلانے کی مہم کو تیز کرنے کے لیے تحریک جدید کی سوچ اور پھر دنیا بھر میں مساجد، مشن کھولنے اور مبلغین بھیجنے کی باسعادت تدبیر میں اس کم عمر نوجوان کی اسلام کو زندہ دیکھنے کی تڑپ کی واضح جھلک ملتی ہے۔ وہ تڑپ جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تھی وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لاشعور میں اللہ تعالیٰ خوابوں اور کشفی نظاروں کے ذریعے بھی ظاہر کرتا رہتا تھا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ قرآن

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبلیغ اسلام کو ہندوستان سے باہر پھیلانے کے کام میں جو سب سے پہلا کام کیا وہ قرآن کریم کے دوسری زبانوں میں تراجم تھے جس میں سب سے پہلے انگلش کی طرف توجہ کی۔ وہ عظیم کام جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کی خدمت کا کیا وہ تفسیرِ صغیر اور تفسیرِ کبیر کا لکھنا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قرآن پاک ہاتھ میں ہو دل میں نور ہو　　　مل جائے مومنوں کو فراست خدا کرے

جماعت کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کا قلع قمع

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں اسلام کو دنیا بھر میں نئے سرے سے زندہ کرنے اور اپنے مقدّس باپ کی میّت پر کھڑے ہو کر کیے ہوئے وعدے کو پورا کرنے کی تڑپ تھی۔ایک طرف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دن اور رات نئے سے نئے منصوبے بنانے اور ان کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں صرف ہوتے اور ساتھ ساتھ جماعت کی اندرونی تربیت کے لیے خطبات، درس و تدریس، تنظیمات اور مختلف شعبہ جات کے قیام کا سلسلہ جاری تھا تو دوسری طرف جماعت کے خلاف ہونے والے بہت سے اندرونی اور بیرونی فتنوں کا مقابلہ بھی کرنا پڑ رہا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں بہت سے فتنوں نے سر اٹھایا مثلاً سب سے پہلے جماعت احمدیہ کو اندرونی طور پر جن فتنوں سے نبرد آزما ہونا پڑا ان میں سخت ترین فتنہ خلافت ثانیہ کے وقت انکارِ خلافت کا تھا۔ یہ وقت جماعت پر ایک کڑی ابتلاء کا تھا۔ منکرین خلافت کا اس کے بعد شدھی کی تحریک اور پھر فتنہ احرار۔

فتنہ احرار تو حد سے زیادہ بڑھ گیا کیونکہ اس میں انگریزی حکومت کے اعلیٰ افسر اور خود گورنر پنجاب بھی جماعت کے خلاف ہو کر احراریوں کی مدد کرنے لگا۔ ایسا لگتا تھا کہ اب سارا ملک ہی ان کے ساتھ ہو گیا ہے یہاں تک کہ قادیان کے اندر بھی جلسے جلوس کیے گئے مگر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت ہمّت سے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مقابلہ کیا۔ فتنوں کی اس شدّت کے عالم میں خدا تعالیٰ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دی جس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان فرمایا کہ ”زمین ہمارے دشمنوں کے پیروں سے نکل رہی ہے اور میں ان کی شکست کو ان کے قریب دیکھ رہا ہوں“۔(اخبار الفاروق)

احرار کا فتنہ جب اپنے عروج پر تھا تو اس وقت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان فرمایا کہ ”تم احرار کے فتنہ سے مت گھبراؤ۔ خدا مجھے اور میری جماعت کو فتح دے گا کیونکہ خدا نے جس راستہ پر مجھے کھڑا کیا ہے وہ فتح کا راستہ ہے، جو تعلیم مجھے دی ہے وہ کامیابی تک پہنچانے والی ہے اور جن ذرائع کے اختیار کرنے کی اس نے مجھے توفیق دی ہے وہ کامیاب و بامراد کرنے والے ہیں“۔(سوانح فضل عمر جلد سوم صفحہ 295)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولو العزمی کا غیروں نے بھی اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ خواجہ حسن نظامی صاحب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ ”مخالفت کی آندھیوں میں اطمینان سے کام کر کے اپنی مغلئی جوانمردی کو ثابت کر دیا“۔(قلمی چہرے از خواجہ حسن نظامی بحوالہ سوانح فضل عمر جلد 2 صفحہ 5)

ایک بڑے مخالف مولانا ظفر علی خان اپنے ساتھیوں کو مخاطب ہوتے ہوئے کہتے ہیں: ”کان کھول کر سن لو! تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کرسکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا دھرا ہے؟“ (ایک خوفناک سازش از مولانا مظہر علی اظہر صفحہ: 196)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمی خدمات

مسلمانوں میں پڑھے لکھے افراد بہت کم تھے۔ مسلمان علماء نے انگریزی پڑھنا اور سائنسی علوم سیکھنا حرام قرار دیا تھا۔ اس وجہ سے ہندو آگے بڑھ رہے تھے اور مسلمان تنزّل کا شکار تھے۔ احمدی اپنے وسائل اور تعداد میں بہت کم تھے اور ایمان لانے والے اکثر تو غریب خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ان

حالات میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کامیاب جدّ و جہد معجزہ سے کم نہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **سو فیصد خواندگی** کے منصوبہ کو جماعت کے مرکزی منصوبے کا حصہ بنایا اور شرح خواندگی بڑھانے کے لیے یہ تحریک بھی کی کہ جگہ جگہ سکول کھولے جائیں۔ چنانچہ 12 اپریل 1914ء کی تقریر میں یہ بھی فرمایا کہ ”ایک مدرسہ (تعلیم الاسلام ہائی سکول) کافی نہیں ہے جو یہاں کھولا ہوا ہے۔ اس مرکزی سکول کے علاوہ ضرورت ہے کہ مختلف مقامات پر مدرسے کھولے جائیں۔ میری یہ رائے ہے جہاں جہاں بڑی جماعت ہے وہاں سرِ دست پرائمری سکول کھولے جائیں“۔ پھر فرمایا ”مومن کسی معاملہ میں پیچھے نہیں رہتا پس تعلیم عامہ کے معاملہ میں ہمیں جماعت کو پیچھے نہیں رکھنا چاہیے“۔ (انوار العلوم جلد 2 صفحہ 49)

اس ضمن میں حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواتین کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائی۔ مردوں کی نسبت ہندوستان میں خواتین کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں فرش سے اُٹھایا اور عرش پر پہنچا دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 15 دسمبر 1922ء میں لجنہ اماء اللہ کی تنظیم قائم فرمائی اور لکھنے پڑھنے کی سکیم کو بہت توجہ سے جاری فرمایا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعلیم الاسلام کالج ربوہ کا افتتاح کرتے ہوئے یہ دعا کی: ”اب میں دعا کر دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری نیک خواہشات کو پورا فرمائے اور یہ بیج جو آج اس مقام پر ہم بو رہے ہیں اس سے ایک دن ایسا درخت پیدا ہو جس کی ایک ایک ٹہنی ایک بڑی یونیورسٹی ہو، ایک ایک پتّا کالج ہو اور ایک ایک پھول اشاعتِ اسلام اور تبلیغِ دین کی ایک اعلیٰ درجہ کی بنیاد ہو جس کے ذریعہ کفر اور بدعت دنیا سے مٹ جائے اور اسلام اور احمدیت کی صداقت اور خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی وحدانیت کا یقین لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو جائے۔ (تاریخ احمدیت جلد 9 صفحہ 53)

تبلیغِ دین و نشرِ ہدایت کے کام پر ۔۔۔ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے
سایہ فگن رہے وہ تمہارے وجود پر ۔۔۔ شامل رہے خدا کی عنایت خدا کرے
زندہ رہیں علوم تمہارے جہان میں ۔۔۔ پائندہ ہو تمہاری لیاقت خدا کرے

”لجنات حضورِ انور کے ارشاد کے مطابق روزانہ دو نوافل کا التزام کریں۔
جماعت ناروے نے نفلی روزہ کے لیے ہر سوموار کا دن مقرر کیا ہوا ہے۔“

خلاصہ کتاب لیکچر سیالکوٹ

(صدیقہ ناصرہ ۔ مجلس فریدرکستاد)

یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک لیکچر ہے جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 2 نومبر 1904ء کو (سیالکوٹ کی جماعت کو (ان کے بھرپور اصرار پر کہ ان کے پاس بھی تشریف لائیں) دیا۔ اس مجمع میں ہندو اور مسلمان سب ہی موجود تھے اور بعد میں یہ "لیکچر سیالکوٹ" کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوا۔ اس لیکچر میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام اور دوسرے مذاہب کا مقابلہ کرتے ہوئے اور اسلام کی حقانیت اور زندگی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ "دنیا کے تمام مذاہب پر اگر نظر کی جائے تو معلوم ہوگا کہ بجز اسلام ہر ایک مذہب اپنے اندر کوئی نہ کوئی غلطی رکھتا ہے اور یہ اس لیے نہیں کہ درحقیقت وہ تمام مذاہب ابتداء سے جھوٹے ہیں بلکہ اس لیے کہ اسلام کے ظہور کے بعد خدا نے ان مذاہب کی تائید چھوڑ دی اور وہ ایسے باغ کی طرح ہو گئے جس کا کوئی باغبان نہیں اور جس کی آبپاشی اور صفائی کے لیے کوئی انتظام نہیں اور روحانیت جو مذہب کی جڑ ہوتی ہے وہ بالکل جاتی رہی اور صرف خشک الفاظ ہاتھ میں رہ گئے مگر خدا نے اسلام کے ساتھ ایسا نہ کیا اور چونکہ وہ چاہتا تھا کہ یہ باغ ہمیشہ سرسبز رہے اس لیے اس نے ہر یک صدی پر اس باغ کی نئے سرے سے آبپاشی کی اور اس کو خشک ہونے سے بچایا"۔

اس لیکچر میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کی عمر کا ذکر بھی کیا جو کہ خدا نے آدم سے لے کر آخیر تک ساتھ ہزار برس رکھی ہے۔ ہدایت اور گمراہی کے لیے ہزار ہزار سال کے دور مقرّر کیے ہیں یعنی ایک وہ دور جس میں ہدایت کا غلبہ ہوتا ہے اور دوسرا وہ جس میں ضلالت اور گمراہی کا غلبہ ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت وضاحت سے ان ادوار کا ذکر کیا ہے۔ آپ لوگوں کے اس اعتراض کا جواب بھی تحریر کرتے ہیں کہ قیامت کا کسی کو علم نہیں پھر آدم سے آخیر تک سات ہزار سال کیونکر مقرّر کر دیئے جائیں؟

مزید اس میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دعوے کے دلائل میں اس آخری زمانے کی علامات کا کافی تفصیل سے بیان فرمایا مثلاً کسوف و خسوف کا نشان، طاعون کا پھوٹنا، اونٹوں کا بیکار ہونا وغیرہ۔ اپنے الہامات اور پیشگوئیوں کا بھی ذکر فرمایا ہے جو براہینِ احمدیہ میں درج ہیں اور یہ تقریباً آج سے 24 سال پہلے کی بات ہے جب لوگوں کی نظر میں میں کسی حساب میں نہ تھا۔ اسی لیے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبی کی سچائی کو پرکھنے کے تین طریق بھی بیان کیے؛

1۔ **عقل** سے یعنی دیکھنا چاہیے کہ جس وقت وہ نبی آیا عقل سلیم گواہی دیتی ہے یا نہیں کہ اس وقت اس کے آنے کی ضرورت بھی تھی یا نہیں اور انسانوں کی حالت موجودہ چاہتی تھی یا نہیں کہ ایسے وقت میں کوئی مصلح پیدا ہو؟

2۔ **پہلے نبیوں کی پیشگوئی** یعنی دیکھنا چاہیے کہ پہلے کسی نبی نے اس کے حق میں یا اس کے زمانہ میں کسی کے ظاہر ہونے کی پیشگوئی کی ہے یا نہیں؟

3۔ **نصرتِ الٰہی اور تائید آسمانی** یعنی دیکھنا چاہئے کہ اس کے شامل حال کوئی تائید آسمانی ہے یا نہیں؟

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کے اس وعدہ کو بھی بیان کیا کہ آنحضور ﷺ اپنے زمانہ نبوّت کے اوّل اور آخر کے لحاظ سے حضرت موسیٰ کے مشابہ ہوں گے۔

"پس وہ مشابہت ایک تو اوّل زمانے میں تھی جو آنحضور ﷺ کا زمانہ تھا اور ایک آخری زمانے میں۔ سو اوّل مشابہت یہ ثابت ہوئی کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا نے آخر کار فرعون اور اس کے لشکر پر فتح دی اسی طرح آنحضور ﷺ کو آخر کار ابوجہل پر جو اس زمانے کا فرعون تھا اور اس کے

لشکر پر فتح دی اور ان سب کو ہلاک کر کے جزیرہ عرب میں اسلام قائم کر دیا اور آخری زمانے میں مشابہت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ملت موسوی کے آخری زمانے میں ایک ایسا نبی مبعوث فرمایا جو جہاد کا مخالف تھا اور دینی لڑائیوں سے اسے کچھ سروکار نہ تھا بلکہ عفو اور درگزر اس کی تعلیم تھی۔ ایسا ہی آنحضور ﷺ کے آخری زمانہ میں رسم جہاد کو اٹھا دیا جیسا کہ پہلے سے خبر دی گئی تھی کہ مسیح موعود کے زمانے میں جہاد موقوف کر دیا جائے گا۔ اسی طرح مجھے عفو اور درگذر کی تعلیم دی گئی اور میں ایسے وقت میں آیا جب کہ اندرونی حالت اکثر مسلمانوں کی یہودیوں کی طرح خراب ہو چکی ہے۔ یہ بھی ایک مشابہت دی ہے کہ پہلا مسیح یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چودھویں صدی پر ظاہر ہوا تھا اور ایسا ہی آخری مسیح آنحضرت ﷺ سے چودھویں صدی پر ظاہر ہوا۔ اور اس امت کے مسیح موعود کے لیے ایک اور مشابہت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہے اور وہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پورے طور پر بنی اسرائیل میں سے نہ تھے بلکہ صرف ماں کی وجہ سے اسرائیلی کہلاتے تھے۔ ایسا ہی اس عاجز کی بعض دادیاں سادات میں سے ہیں گو باپ سادات میں سے نہیں۔ غرض موسوی اور محمدی مماثلت کو پورا کرنے کے لیے ایسے مسیح موعود کی ضرورت تھی جو ان تمام لوازم کے ساتھ ظاہر ہوتا۔"

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہودیوں اور عیسائیوں کے حضرت مسیح کے رفع اللہ علیہ کے متعلق جو غلط عقائد تھے ان کی تفصیل سے نفی کی ہے جیسا کہ یہودیوں کا یہ ماننا تھا کہ جو شخص صلیب پر جان دے اس کی روح آسمان پر نہیں جاتی، ایسا شخص ملعون ہوتا ہے اور اس کا خدا کی طرف رفع نہیں ہوتا۔ ان کے عقیدہ کے مطابق نعوذ باللہ حضرت مسیح مومن اور صادق نہ تھے اور اسی طرح عیسائیوں کے اس عقیدہ کی کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے مع جسم عنصری آسمان پر اٹھا لیا ہے گویا نعوذ باللہ خدا یہودیوں سے ڈرتا تھا کہ کہیں وہ مسیح کو پھر سے نہ پکڑ لیں۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معرفتِ الٰہی حاصل کرنے کا ایک مفید نسخہ بیان کیا وہ یہ کہ دعا کرو، صرف نماز ہی نہ ہو بلکہ ہر وقت اس خدا سے دعا کے ذریعہ مدد طلب کرو۔ دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مشت خاک کو کیمیا کر دیتی ہے اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ **"میرا اس زمانے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لیے نہیں ہے بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لیے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے ایسا ہی میں ہندوؤں کے لیے بطور اوتار کے ہوں"۔**

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لیکچر میں پہلی مرتبہ ہندوؤں کے لیے کرشن ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بحیثیت کرشن آریہ صاحبان کو ان کی چند بنیادی غلطیوں کی طرف توجہ دلائی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب انسان گندی زندگی سے توبہ کر کے ایک پاک زندگی کا خواہاں ہو تو اس کے حصول کے لیے تین باتیں ضروری ہیں؛

1۔ **تدبیر اور مجاہدہ** کہ جہاں تک ممکن ہو گندی زندگی سے باہر آنے کی کوشش کرے۔

2۔ **دعا** کہ ہر وقت جنابِ الٰہی میں نالاں رہے تا وہ گندی زندگی سے اپنے ہاتھ سے اس کو باہر نکالے۔ اگر گندے پاک ہو سکتے ہیں تو دعاؤں سے۔ مگر دعا کرنا اور مرنا قریب ہے۔

3۔ **طریق صحبت کاملین اور صالحین** ہے۔ کیونکہ ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہوتا ہے۔

آخر میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "ہم جنابِ الٰہی میں دعا کرتے ہیں کہ اس تقریر کو بہتوں کے لیے موجب ہدایت کرے جیسا کہ اس مجمع میں ظاہری اجتماع نظر آ رہا ہے ایسا ہی تمام دلوں میں ہدایت کے سلسلہ میں باہم ربط اور محبت پیدا کر دے اور ہر ایک طرف ہدایت کی ہوا چلا وے۔ بغیر آسمانی روشنی کے آنکھیں کچھ نہیں دیکھ سکتیں۔ سو خدا آسمان سے روحانی روشنی کو نازل کرے تا آنکھیں دیکھ سکیں اور غیب سے ہوا پیدا کرے تا کان سنیں"۔

علامہ ابنِ خلدون

(سیّدہ بشریٰ خالد – مجلس نوردرے فولو)

پیدائش اور خاندان

علامہ ابن خلدون 1332ء میں تیونس میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابوزید اور آپ کا مکمل نام عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد بن حسن بن محمد بن جابر بن محمد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن خلدون الاشبیلی المغربِی الحضرمی ہے۔ آپ حضرموت (بلادِ یمن) کے رہنے والے وائل بن حجر کی نسل میں سے تھے جو بلادِ عرب میں معروف اور جنہیں آنحضرت ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی۔

وائل بن حجر بن ربیعہ بن وائل بن یعمر حضرمی صحابی تھے اور حضرموت آپ یمن کے اقیال سے تھے، ان کے والد وہاں کے بادشاہ تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک وفد کے ساتھ حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے مدینہ آنے کی بشارت کئی دن پہلے دے چکے تھے۔ چنانچہ اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ”تمہارے پاس دور کا سفر کرکے حضرموت سے وائل بن حجر آئیں گے اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی کی خاطر، وہ بادشاہوں کی اولاد میں سے ہیں“۔ جب وہ رسولِ خدا کے سامنے آئے تو آپ ﷺ نے ان کا استقبال کیا اور اپنے قریب کیا، پھر اپنی چادر بچھائی اور ساتھ میں اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا ”اے اللہ وائل اور اس کی اولاد میں برکت دے“۔ (مشکاۃالمصابیح جلد 1 حدیث 761)

تیسری صدی ہجری کے اواخر میں جب امیر عبداللہ مروانی کا دَور دَورہ تھا، ابنِ خلدون کے اجداد حضرموت سے اندلس کے شہر قرمونہ (Carmona) ہجرت کر گئے۔ پھر اشبیلیہ (Seville) پہنچے۔ بعد ازاں ساتویں صدی ہجری کے وسط میں تیونس ہجرت کی۔ وہیں یکم رمضان 732ھ (27 مئی 1332ء) کو ابنِ خلدون پیدا ہوئے۔

تعلیم

علامہ ابنِ خلدون کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ وہ نہ صرف فلسفہ تاریخ کے موجد و بانی ہیں بلکہ عمرانیات، سیاسیات اور اقتصادیات کے کئی مبادی اصول بھی اُن سے منسوب ہیں۔ ابنِ خلدون ایک علمی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ چنانچہ اُنہیں جیّد علمائے کرام سے فیض یاب ہونے کا موقع ملا۔ حفظِ قرآن اور قرأتِ سبعہ کی تعلیم ابوعبداللہ محمّد بن نزل انصاری سے حاصل کی۔ اپنے والد اور دیگر مشائخ مثلاً ابوعبداللہ محمّد عربی، ابوعبداللہ شواش اور ابوالعباس وغیرہ سے علومِ اصول و فقہ اور ابوعبداللہ محمّد بن محمّد عبداللہ الحیانی اور ابوالقاسم محمّد سے علم المعانی، فلسفہ، منطق، ریاضی اور علومِ لسانیات و انشاء کا درس لیا۔ الاجازۃ فی الحدیث ابوعبداللہ بن محمّد جابر سے، جو اُس وقت کے امام المحدثین تھے، حاصل کی۔ اشعار کی بھی کچھ کُتب حفظ کیں مثلاً حماسہ، متنبّی اور کتاب الاغانی وغیرہ۔ کچھ عرصے بعد اُن کے خاندان نے طاعون کے خوف سے تیونس سے ”

ہوارہ" کارُخ کیا۔ اس مقام پر ہواریوں سے لڑائی ہوئی اور تمام مال و اسباب لٹ گیا۔ علامہ صاحب جان بچا کر انتہائی بے سرو سامانی کی حالت میں محمد بن عبدون مالک سبطہ کے پاس چلے گئے۔ ابن عبدون نے پورا سامانِ سفر درست کر کے ایک قافلے کے ساتھ مغرب کی طرف روانہ کیا۔ وفصہ کے مقام پر پہنچ کر فقیہ محمد ابن مزنی کے انتظار میں کچھ دیر ٹھہرے رہے۔ ان کے آنے کے بعد دونوں دوست زاب کی طرف روانہ ہوئے۔ مقامِ بسرہ تک دونوں کا ساتھ رہا۔ ادھر سردیاں گزار کے آپ تلمسان چلے گئے اور ذی علم ابن ابو عمرو کی صحبت اختیار کر کے علومِ باطنی کی تحصیل و تکمیل میں مصروف ہوئے۔ مزید بر آں ابو عبد اللہ محمّد بن عبد الرزاق، ابو عبد اللہ بن محمّد بن الصفامراکشی، ابو عبد اللہ المغربی، ابو عبد اللہ محمّد بن احمد العلوی سے استفادہ کیا۔

قید اور رہائی

755ھ میں سلطان ابو عنان المرینی جس وقت فارس میں آئے تو انہوں نے علامہ کو طلب کیا۔ آپ وہاں گئے تو بادشاہ نے آپ کو عزّت و شرف سے نوازا اور آپ کی خداداد صلاحیت اور قابلیت کی قدر کرتے ہوئے آپ کو عہدۂ کتابت پر مقرر کیا۔ اس خدمت کے ساتھ ساتھ آپ علم حاصل کرتے رہے۔ اس عہدہ کی بناء پر ہم عصروں میں حسد اور جلن کا لاوا پھٹنے لگا اور وہ سلطان سے وقتاً فوقتاً علامہ کی برائیاں اور غیبت کرنے لگے لیکن سلطان کو اس کی طرف سے کوئی بدگمانی پیدا نہیں ہوئی۔ اتفاق سے انہی واقعات کے دوران علامہ کے رسمی تعلقات امیر محمد والی بجایہ سے بڑھ گئے اس وجہ سے کہ زمانہ حکومت موحدین میں علامہ کے خاندان کو اس کے خاندان سے بہت تعلق تھا۔ حاسدین نے مناسب موقع پا کر سلطان سے شکایت کی کہ "امیر محمد صاحب بجایہ بھاگنے والا ہے اور ابنِ خلدون اس کا مشیر و معین ہے"۔ سلطان نے بلا تحقیقِ واقعہ دونوں کو قید کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد اس کا مشیر رہا کر دیا گیا لیکن ناکردہ گناہ میں علامہ نے رہائی نہ پائی یہاں تک کہ سلطان کے انتقال کے بعد وزیر حسن بن عمرو اخیر نے 759ھ میں قید سے رہا کیا۔ علامہ نے اپنے وطن کا رخ کرنا چاہا لیکن وزیر نے روک لیا اور اسے اس کے عہدہ پر بحال کر دیا۔ اس کے بعد 760ھ میں سلطان ابو سالم مرینی لے آیا۔ سیاحت کی غرض سے اندلس سے تلمسان اور تلمسان سے فارس لے آیا۔ اتفاقِ زمانہ کہ ابھی چند روز بھی آزادی سے بسر نہ کر پائے تھے کہ خطیب ابنِ مرزوق سلطان پر غالب آیا اور علامہ کو پھر قید کی سیر کرنا پڑی۔ کچھ عرصہ بعد وزیر عمرو بن عبد اللہ نے پرانے تعلقات کے باعث اسے قید سے آزاد کر کے دوبارہ عہدے پر بحال کر دیا۔

سفر و سیاحت

آپ کو سیر و سیاحت کا بہت شوق تھا۔ اندلس، غرناطہ، فارس، تلمسان کی سیر کی اور ہر مقام پر علامہ کی بہت آؤ بھگت ہوئی۔ بڑے بڑے معزّز عہدوں سے نوازا گیا۔ حکام نے مقبولیت اور اعزاز کی آنکھوں سے دیکھا۔

تاریخ کی تالیف

علامہ نے تلمسان میں چار سال قیام کیا اور ادھر اپنی مشہور تاریخ لکھنی شروع کی۔ مقدمہ تاریخ کافی حد تک لکھنے کے بعد بیماری کی شدّت نے اضافہ کیا اور آپ سلطان ابی حمو سے اجازت لے کر 780ھ میں تیونس کی طرف اس غرض سے آئے کہ انتقال کے بعد اپنے بزرگوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ تیونس کی آب و ہوا سے آپ کو تندرستی عطا ہوئی تو حسب معمول درس و تدریس اور تالیف میں مشغول ہو گئے۔

مشہور کتب

ابنِ خلدون نے کئی کتابیں تصنیف کیں۔ روزنامچے اور ذاتی مشاہدات لکھنے میں ابنِ خلدون کا ثانی نہیں۔ اُنہوں نے روز مرّہ کے حالات و مشاہدات یورپی اسلوب میں پیش کیے۔ اُن کی سب سے مشہور کتاب **"تاریخ ابنِ خلدون"** ہے، جس کا پورا نام "کتاب العبر و دیوان المبتداء والخبر فی ایّام العرب والعجم والبربر و من عاصر ھم من ذوی السلطان الاکبر" ہے۔ اس کتاب میں زمانہ قبل اسلام کے واقعات کو مختصراً بیان کرنے کے بعد ولادتِ رسول ﷺ سے لے کر وفات تک کے تمام قابلِ ذکر واقعات کو بیان کیا ہے۔ اس کے بعد خلفاءِ راشدین کے زرّیں عہدِ خلافت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس میں خلفاءِ راشدین کی زندگیوں، ان کے دور میں ہونے والی فتوحات اور مسلمانوں کے کارناموں کو پوری تفصیل و توضیح کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے ذریعہ تاریخی حقائق کو پرکھا جا سکتا ہے۔ مقدمہ ابن خلدون کو چھ ابواب اور دو جلدوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ دونوں جلدیں تین تین ابواب پر مشتمل ہیں۔ پہلے باب میں زمین اور اس کے شہروں کی آبادی، تموّل و افلاس کی وجہ سے آبادی کے حالات میں اختلافات اور ان کے آثار پر بحث کی گئی ہے۔ دوسرے باب میں بدوی آبادی اور وحشی قبائل اور اقوام پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ تیسرے باب میں دول عامہ، ملک، خلافت اور سلطانی مراتب کو قلمبند کرتے ہوئے کسی بھی سلطنت کے عروج و زوال کے اسباب واضح کئے گئے ہیں۔ چوتھے باب میں شہروں، مختلف آبادیوں اور ان کے تمدّن کو واضح کیا گیا ہے نیز مساجد اور مکانوں کی تعمیر سے بھی بحث کی گئی ہے۔ پانچواں باب معاش و کسب و صنائع پر مشتمل ہے اور چھٹا اور آخری باب علوم اور ان کی اقسام، تعلیم اور اس کے طریقوں اور مختلف صورتوں پر مشتمل ہے۔

سفر سکندریہ اور حج کعبہ

شعبان 784ھ میں جس وقت کہ سلطانِ تیونس دوسرے سفر کی تیاری کر رہے تھے علامہ بھی حاسدین کے حسد کے باعث دل برداشتہ ہو کر سلطان کی اجازت سے سکندریہ روانہ ہوا۔ چالیس روز کے بعد اسکندریہ پہنچا۔ ایک مہینہ حج بیت اللہ کے خیال سے ٹھہرے رہے لیکن اتفاقِ زمانہ نے حج سے روک کر انہیں قاہرہ پہنچا دیا۔ ابتداء میں دارالعلوم جامع ازہر میں درس و تدریس میں مصروف رہے۔ کچھ عرصہ بعد سلطانِ مصر نے طلب کر کے 786ھ میں مذہب مالکیہ کا قاضی مقرر کر دیا۔ اسی زمانہ میں اس کے اہلِ و عیال سمندر کے سفر کے ذریعہ مصر آ رہے تھے لیکن مصر کے قریب پہنچ کر حادثہ کے باعث تمام کشتی والے غرق ہو گئے۔ علامہ کو اس اچانک حادثہ نے ایسا پریشان کیا کہ اس نے قاہرہ سے جانے کا ارادہ کیا لیکن سلطان اور احباب کے کہنے پر تین سال قاہرہ میں ٹھہرے رہے۔ رمضان 789ھ میں حج کرنے کے لئے گئے اور 790ھ میں حج کر کے واپس مصر آئے اور اپنی کتاب 789ھ میں ختم کر کے سلطان ابو فارس عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن المزنی کی خدمت میں پیش کی۔ ادھر ہی 808ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

(حوالہ جات کتاب ابنِ خلدون اور انسائیکلوپیڈیا)

"قارئین زینب کو شعبہ اشاعت کی طرف سے "رمضان المبارک اور عید الفطر"

کی بہت بہت مبارک ہو"

دھنک کے رنگ آپ کے سنگ

حدیث نبوی ﷺ ہے:

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے زکوٰۃ الفطر (یعنی رمضان کا فطرانہ) کے بارہ میں حکم دیا کہ اسے نماز عید پر جانے سے قبل ادا کیا جائے۔“

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب فرض صدقۃ الفطر حدیث نمبر 1407)

روزہ ایک نعمت

(7 فائدے سائنس کی نظر میں)

Autophagy

1۔روزہ کی حالت میں صحت کی بحالی کے لیے انرجی حاصل کرنے کے لیے جسم خود ہی امینو ایسڈ پیدا کرتا ہے اور غیر صحت مند خلیوں یعنی سیلز کو جسم سے خارج کرتا ہے۔ یہ سیلز جن کا تعلق ایلرجیز سے ہے، اور جو جسم کے مدافعت کے نظام کو خراب کرتے ہیں۔ یہ سائنس کی دنیا میں ایک نئی دریافت ہے اور اس کی دریافت پر ایک جاپانی سائنسدان کو 2016 میں میڈیسن کا نوبیل پرائز دیا گیا تھا۔

Stem cells

2۔ سٹیم سیلز کی افزائش یعنی ایسے سیلز جو ایک صحت مند جسم کو برقرار رکھنے میں مدد دیتے ہیں ان کی پیدائش ہوتی ہے۔ یہ سیلز جسم کو تیزی سے بڑھاپے کی طرف بڑھنے سے روکتے ہیں۔ اور ٹوٹ پھوٹ کی مرمت کرتے رہتے ہیں۔

Extra Energy

3۔ایکسٹرا انرجی جسم کے ان حصوں تک پہنچتی ہے جن کو اس کی ضرورت ہے۔ عام دنوں میں سیلز تیزی سے کام کر رہے ہوتے ہیں۔ جب روزہ ہو تو یہی سیلز اپنی توجہ اس حصہ کی طرف کر دیتے ہیں جس کو آپ نے اب تک توجہ نہیں دی۔

Hormones balance

4۔ جسم میں پیدا ہونے والے ہارمونز کو توازن میں رکھنا، نہ کم اور نہ زیادہ تاکہ جسمانی اور ذہنی صحت بہتر ہو۔ جیسے گروتھ ہارمون۔

De-activating bad genes

5۔ایسی جینز کو ڈی ایکٹیویٹ کرتا ہے جو آپ کو بیماری میں مبتلا کر سکتی ہیں جیسا کہ ذیابیطس اور موٹاپا کی جینز۔ تاکہ انسان کی عمر دراز ہو۔ جینیاتی طور پر انسانی جسم کو قدرت نے ایسے پروگرام کیا ہے کہ اسے روزہ کی ضرورت ہے۔

Gut health

6۔ نظام معدہ کو از سرنو استوار کرتا ہے، یعنی صحت کی طرف بحال کرتا ہے۔ یعنی معدہ میں فائدہ مند بیکٹیریا کی افزائش میں مدد کرتا ہے۔ جب آپ کی توانائی کھانا ہضم کرنے سے فراغت پاتی ہے تو آپ کے نظام ہضم کی طرف متوجہ ہو کر اسکا توازن بحال کرتی ہے۔

Ketones growth

7۔ کیٹونز ایک ایسا کیمیائی مادہ ہے جو جگر میں بنتا ہے۔ جب جسم میں شکر کی کمی ہو تو جگر جسم کی چربی کو استعمال کر کے یہ کیمیکل بناتا ہے اور خون کے ذریعے جسم میں بھیجتا ہے۔ اور دماغی صحت کے لیے یہ ضروری ہیں ان کی افزائش روزے کی حالت میں ہوتی ہے۔ لیکن اگر کسی کو ذیابیطس کی بیماری ہے تو ان کے لیے زیادہ کیٹونز کی افزائش نقصان دہ ہوتی ہے۔

خلیفۂ وقت کا مقام

(رعنا گل انور – مجلس نور دستر ند)

خلافت سے برطرفی یا برطرفی کا سوال

(اس مختصر ارشاد میں خلافت کے بابرکت قیام اور عزل کی ناپاک تحریک کا سارا فلسفہ آجاتا ہے۔)

جن لوگوں نے خلافت کے مقام کو نہیں سمجھا وہ بعض اوقات اپنی نادانی سے خلیفہ کے عزل کے سوال میں الجھنے لگتے ہیں۔ وہ دنیا کے جمہوری نظاموں کی طرح خلافت کو بھی ایک دنیوی نظام خیال کر کے حسب ضرورت خلیفہ کے عزل کا رستہ تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ایک انتہا درجہ کی جہالت کا خیال ہے جو خلافت کے حقیقی مقام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ خلافت ایک روحانی نظام ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص تصرف کے ماتحت نبوت کے بعد قائم کیا جاتا ہے۔ اور گو اس میں مصلحت الٰہی سے بظاہر لوگوں کی رائے کا بھی دخل ہوتا ہے مگر حقیقۃً وہ خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر کے ماتحت قائم ہوتا ہے اور پھر وہ ایک اعلیٰ درجہ کا الٰہی انعام بھی ہے۔ پس اس کے متعلق کسی صورت میں برطرفی کا سوال پیدا نہیں ہو سکتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ: "خدا تجھے ایک قمیص پہنائے گا مگر منافق لوگ اسے اتارنا چاہیں گے لیکن تم اسے ہرگز نہ اتارنا۔"

حضرت مرزا بشیر احمدؓ، ایم اے از مضمون اسلام میں خلافت کا نظام

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ: "وہ احمدی جس کو خلافت سے سچا تعلق نہیں ہے اس کے لیے میری دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں اور فرمایا میرا ذاتی تجربہ ہے کہ وہ احمدی جسے خلافت سے مضبوط تعلق ہے اور بظاہر اس میں بہت سی ذاتی کمزوریاں پائی جاتی ہوں اس کے لیے بسا اوقات خدا تعالیٰ بہت جلد دعا کو قبول کر لیتا ہے۔"

(ماخوذ مشعل راہ جلد 2۔ صفحہ 621)

شہیدوں کو سلام

آسمانِ عشق کے روشن ستاروں کو سلام　　"نور" اور "دارالذکر" کے ماہ پاروں کو سلام

ہو گئے قربان اپنے دیں کی عظمت کے لیے　　گلشنِ احمد تمہارے جاں نثاروں کو سلام

(الفضل انٹرنیشنل 30 دسمبر 2016ء تا 05 جنوری 2017ء)

پکوان

الائچی والا کیک

(فریدہ ظہور — مجلس للّٰے سترّوم)

اشیاء:

میدہ – 205 گرام	**الائچی پاؤڈر** – 1/4 چائے کا چمچ	**دودھ** – 118 ملی لیٹر
چینی – 200 گرام	**نمک کے بغیر مکھن** – 170 گرام	**ونیلا ایکس ٹریکٹ** – 3 چائے کے چمچ
بیکنگ سوڈا – 1/4 چائے کا چمچ	**انڈے کی سفیدی** – 3 عدد	
بیکنگ پاؤڈر – 1 چائے کا چمچ	**دہی نیچرل** – 120 گرام	

ترکیب: اَوون کو 180°C ڈگری پر گرم ہونے کے لیے سیٹ کر دیں۔ سارے خشک اجزاء میدہ، بیکنگ پاؤڈر، بیکنگ سوڈا، الائچی پاؤڈر اور چینی کو ایک برتن میں چھان لیں۔ ایک دوسرے برتن میں مکھن، انڈے کی سفیدی، اور دیگر لیکوڈ اجزاء مکس کر لیں۔ اب اس میں تمام خشک اجزاء جنہیں چھان کے رکھا تھا مکس کر لیں۔ کیک کے سانچے کو مکھن اور میدہ سے کوٹ کر دیں۔ کیک کو 30 منٹ اون میں درمیان میں رکھ کر پکائیں۔ کیک کو اون سے نکال کر اس کو ٹھنڈا ہونے دیں۔ اور چائے کے ساتھ نوش فرمائیں۔

Eggplant Salad

(ایم ٹی اے پروگرام مائدہ سے لی گئی)

اشیاء:

بینگن – 1/2	**مشروم** – حسب ضرورت	**کٹی ہوئی کالی مرچ** – حسب ذائقہ
آلو – 1/2	**لیمن جوس** – حسب ضرورت	**دھنیا** – حسب ضرورت
پیاز – 1/2	**زیتون کا تیل** – حسب ضرورت	**تل** – حسب ضرورت
چیز (ost) – حسب ضرورت	**شہد** – حسب ذائقہ	**ڈرائی ہرب** – حسب ضرورت
ٹماٹر – آدھا کلو	**نمک** – حسب ذائقہ	
انڈے – 4 عدد	**کھیرا** – 2 عدد	

ترکیب: سب سے پہلے بینگن کو چھیل کر کیوبز کی شکل میں کاٹ کر ان کو فرائی کر لیں۔ درمیانی آنچ پر تب تک فرائی کریں جب تک بینگن براؤن نہ ہو جائیں۔ پھر ایک برتن میں ابلے ہوئے آلو، پیاز، کھیرا بیج نکال کر اور ٹماٹر کے بھی بیج نکال کر شامل کر لیں۔ پھر اس میں فرائی بینگن، مشروم، تل، زیتون کا تیل، لیمن جوس، نمک، کٹی ہوئی کالی مرچ اور شہد ڈال کر مکس کر لیں۔ مزیدار **"ایگ پلانٹ سیلڈ"** تیار ہے۔

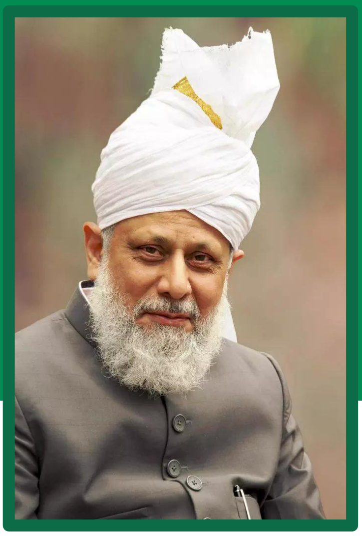

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ناروے کی واقفاتِ نو کی کلاس 28 ستمبر 2011ء

(نبیلہ چیمہ – از شعبہ واقفات)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ یہاں ایک دو کے سوا باقی بچیاں دس سال سے اوپر کی ہیں۔ اب دس سال کی عمر ایک ایسی عمر ہے جو اسلام کی تعلیم کے مطابق میچور (ایک سمجھ بوجھ رکھنے کی) عمر ہے جس میں نماز ادا کرنا فرض کیا گیا ہے۔ اب نماز ایک ایسی عبادت ہے جو خدا تعالیٰ کے حضور پانچ وقت ادا کرنی ہے اور اس عبادت کو اللہ اور اس کے رسول نے دس سال کی عمر میں فرض کر دیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس عمر میں تمہارے ہر عمل میں ایک تبدیلی ہو جانی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا بچیاں کہتی ہیں کہ ہم تو ابھی چھوٹی ہیں گیارہ بارہ سال کی ہیں، بڑی ہوں گی تو ہم سکارف پہن لیں گی یا کوٹ پہن لیں گی۔ اگر دس سال تک یہ احساس پیدا نہیں ہوا تو پھر بڑے ہو کر بھی یہ احساس کبھی بھی پیدا نہیں ہو گا اس لیے یہ یاد رکھو کہ ہمیشہ واقفاتِ نو نے دوسروں کے لیے نمونہ بننا ہے۔ اپنے لوگوں کے لیے بھی اور اپنی قوم کے لیے بھی نمونہ بننا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس عزم کا بھی اظہار کیا گیا ہے کہ اپنے لوگوں کے لیے بھی اور اس قوم کے لوگوں لوگوں کے لیے بھی تبلیغ کریں گے۔ ناروے کے نارتھ میں وہاں تک جائیں گے جہاں 2008ء میں جھنڈا لہرا دیا تھا۔ اس ایک جھنڈا لہرانے سے، ایک نمائش لگانے سے یا ایک آدمی کو قرآن کریم دینے سے انقلاب نہیں آجایا کرتے۔ اس کا پھر follow up بھی ہونا چاہیے۔ باقاعدہ پیچھے پڑ کے دیکھنا ہو گا کہ ہم نے جو کام کیے ہیں ان کو آگے کہاں تک پہنچانا ہے۔ پس ایک لیکچر سے، ایک تقریر سے نہ تو پردے قائم ہوتے ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں اور نہ ہوں گے جب تک کہ ہر ایک کے دل میں یہ احساس نہیں ہو گا کہ ہم نے جو باتیں سنی ہیں ان پر عمل کرنا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا رات کو سونے سے قبل بجائے ٹی وی ڈرامہ دیکھنے کے یا ٹی وی ڈرامہ کوئی اچھا ہے تو بے شک دیکھ لو لیکن اس میں کسی قسم کا ننگ نہیں ہونا چاہیے، یا انٹرنیٹ پر لمبا وقت گزارنے کی بجائے وقت پر سونے کی عادت ڈالیں تا کہ نماز پر اٹھ سکیں اور پھر سونے سے قبل یہ جائزہ بھی لیں کہ ہم نے آج کیا کیا کام کیے ہیں جو ایک واقفہ نو کے لیے ضروری ہیں۔ جب نمازیں فرض ہیں تو کیا ہم نے ادا کی ہیں۔

قرآن شریف پڑھنے کا حکم ہے تو کیا ہم نے پڑھا ہے اور یہ بھی کہ قرآن شریف کے کسی حکم پر ہم نے غور کیا ہے اور اس میں بیان شدہ تعلیم اور معانی نکالے ہیں۔ خود اپنے جائزے لیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا آپ لوگوں نے آگے جا کر پڑھانا ہے۔ دوسروں کی تربیت کرنی ہے۔ صرف یہ نہیں کہ ایک واقفہ نو ڈاکٹر بن جائے گی، ایک ٹیچر بن جائے گی یا اور کچھ نہیں تو تھوڑی سی پڑھائی کر کے اتنا ہی کافی ہے کہ شادی ہو جائے اور اپنے گھر چلی جائے بلکہ آپ لوگوں نے ہر جگہ اپنے نمونے قائم کرنے ہیں۔ پس ان نمونوں کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے اور یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتے جب تک رات سونے سے پہلے آپ خود اپنا جائزہ نہ لیں۔ کوئی دوسرا آپ کا جائزہ لے گا تو جھوٹ بولا جا سکتا ہے لیکن جب آپ خود اپنا جائزہ لیں گی تو جھوٹ نہیں بول سکتیں۔ جب اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے جائزہ لیں گی کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں تم کو دیکھ رہا ہوں تو پھر آپ تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے سچائی کے ساتھ اپنا جائزہ لیں گی کیونکہ نہ اپنے آپ کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے۔

(الفضل انٹر نیشنل 2 دسمبر 2011ء)

پسندیدہ دعا

ایک واقفہ نو بچی نے کینیڈا میں منعقدہ کلاس واقفات نو میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ آپ کی پسندیدہ دعا کیا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: ہر دعا مختلف وقتوں میں پسندیدہ بن جاتی ہے سب سے زیادہ میں درود شریف پڑھتا ہوں اور یہ بھی مجھے پسند ہے۔ رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ (قصص:24) یعنی اے میرے رب! جو نعمت تو مجھ پر اتارے میں اس کا محتاج ہوں۔

(روزنامہ الفضل 4 نومبر 2016ء صفحہ نمبر 4)

اُمّ المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(آصفہ کوکب ۔ مجلس بیت النصر)

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہمارے لیے ایک کامل نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنا نبی بنا کر اس لیے مبعوث فرمایا تا کہ آپ ﷺ بھٹکے ہوئے لوگوں کو صراطِ مستقیم پر گامزن کریں۔ جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا اتنا اعلیٰ و ارفع مقام ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات کو بھی امّت کی مائیں قرار دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے عقد میں آنے والی تین ازواج غیر عربی تھیں جو بنی اسرائیل میں سے تھیں۔ ان میں سے ایک حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہاہیں۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اصل نام زینب تھا۔ آپؓ قبیلہ بنو نضیر کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں۔ آپؓ کا نسب حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے لاوی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام کی اولاد سے جاملتاہے۔ رسولِ اکرم ﷺ کی زوجیت میں آنے کے بعد آپؓ صفیہ کے نام سے موسوم ہوئیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک امیر یہودی سردار گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپؓ کی پہلی شادی 18 سال کی عمر میں ہوئی مگر وہ دیرپا ثابت نہ ہوئی اور آپؓ کے شوہر نے آپؓ کو طلاق دے دی۔ آپؓ کی دوسری شادی محاصرہ خیبر سے کچھ عرصہ قبل ہوئی اور خیبر کی جنگ میں آپؓ کا خاوند مارا گیا۔ جب فتح خیبر کے موقع پر آپؓ اسیر ہوئیں اور آنحضرت ﷺ کے علم میں یہ بات آئی کہ قیدیوں میں یہود کی ایک شہزادی بھی شامل ہیں اور ان کا احترام و لحاظ یہودِ خیبر پر ایک اور احسان ہو گا جو ان کی دشمنی کم کرنے کا موجب بن سکتا ہے تو ایسے مشکل مرحلہ میں آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے مشاورت کی۔ چنانچہ صحابہؓ نے آپ ﷺ کو یہود کی اس شہزادی سے شادی کا مشورہ دیا۔ آپ ﷺ نے قومی مفاد میں ان کا یہ مشورہ قبول کرتے ہوئے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد کرکے اپنے حرم میں شامل کر لیا اور غلامی سے آزادی کو ان کا حق مہر قرار دیا اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ گراں قدر مہر بخوشی قبول کر لیا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رسول اکرم ﷺ سے شادی میں خدائی تحقیق کارفرما تھی جس کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شادی سے پہلے بذریعہ خواب دے دی تھی۔ آپؓ بیان کرتی ہیں کہ میری آنکھ کے اوپر بہت گہرا نیلے یا سبز رنگ کا ایک نشان تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے دیکھ کر پوچھا کہ یہ تمہیں کیا ہوا تھا؟ تب میں نے آپ ﷺ کو سارا قصہ سنایا کہ جب حضور ﷺ خیبر کا محاصرہ کیے ہوئے تھے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ چودھویں کا چاند میری جھولی میں آگرا ہے۔ میں نے اپنے خاوند کو یہ خواب سنائی تو اس نے بڑے زور سے مجھے ایک طمانچہ دے مارا اور کہا "کیا تم یثرب (مدینہ) کے بادشاہ سے شادی کرنا چاہتی ہو؟"۔ دوسری روایت میں ذکر ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ خواب اپنے والد کو سنائی۔ اس میں سورج کے اپنے سینے پر گرنے کا ذکر کیا۔ والد نے ناراض ہو کر کہا کیا تم اس بادشاہ سے شادی کرنا چاہتی ہوں جس نے ہمارا محاصرہ کر رکھا ہے۔ (المعجم الکبیر جلد 24 صفحہ 67)

بعد میں ہونے والے واقعات اور حالات نے یہ ثابت کر دیا کہ چودھویں کے چاند یا سورج سے مراد ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تھے جو مدینہ کے بادشاہ بن گئے تھے۔

جب نبی اکرم ﷺ نے غزوۂ خیبر کے اسباب کی حقیقت کھول کر حضرت صفیہ کے سامنے بیان کی اور اس جنگ کے دوران ان کے عزیزوں کے ہلاک ہونے پر دلاسہ دیتے ہوئے دلی معذرت کی تو آپ ﷺ کے بارہ میں ان کا سینہ صاف ہو گیا۔ وہ خود فرماتی ہیں کہ شروع میں آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر میرے لیے کوئی قابلِ نفرین

وجود نہیں تھا مگر امر واقعہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے پہلی ملاقات میں ہی اتنی محبت اور شفقت کا سلوک میرے ساتھ روا رکھا اور اس قدر اصرار کے ساتھ مجھ سے اظہارِ عذر فرماتے رہے کہ اے صفیہ! تیرا باپ وہ تھا جو تمام عرب کو میرے خلاف کھینچ کر لایا اور اس نے یہ یہ کیا اور بالآخر ہمیں اپنے دفاع کے لیے مجبور کر دیا کہ ہم خیبر میں آکر اس کی ان سازشوں کے مقابلے پر جوابی کارروائی کریں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ آنحضرت ﷺ نے اس کثرت سے اور اتنی محبت اور شفقت کے ساتھ اس بات کا اعادہ کیا کہ میرا دل حضور ﷺ کے لئے بالکل صاف ہو گیا۔ آپ ﷺ کے ساتھ پہلی مجلس سے ہی جب میں اٹھی ہوں تو آپ ﷺ سے زیادہ کوئی اور مجھے محبوب نہ تھا۔ آپ ﷺ ہی مجھے سب سے پیارے اور سب سے زیادہ عزیز تھے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ کی یہ شفقتیں ہمیشہ میرے ساتھ رہیں۔ ایک دفعہ ازواجِ مطہرات میں سے کسی نے مجھے یہ طعنہ دے دیا کہ تمہارا تعلق تو یہودی قبیلے سے ہے اور تم یہودیوں کی اولاد ہو۔ حضور ﷺ گھر تشریف لائے تو مجھے روتے دیکھ کر فرمایا کہ کیا ہوا؟ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ کی جن ازواج کا آپ کے خاندان یا قریش سے تعلق ہے وہ کہتی ہیں ہم قریش کے خاندان سے ہیں اور تم یہودیوں کی بیٹی ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے حیی کی بیٹی! اس میں رونے کی کون سی بات ہے۔ تمہیں ان کو یہ جواب دینا چاہیے تھا کہ تم مجھ سے بہتر کس طرح ہو سکتی ہو؟ حضرت ہارون علیہ السلام میرے باپ حضرت موسیٰ علیہ السلام میرے چچا اور محمد ﷺ میرے شوہر ہیں یعنی میرا تو تین نبیوں سے تعلق بنتا ہے اور تم ایک نبی کا تعلق مجھ پر جتلا رہی ہو۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت عبادت گزار تھیں اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتی تھیں۔ آپؓ فرماتی تھیں کہ ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے کھجور کی چار ہزار گٹھلیاں اپنے پاس رکھی ہوئی تھیں۔ ان پر میں تسبیح کیا کرتی تھی۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ کس مقصد کے لیے ہیں؟ عرض کیا کہ حضور! میں ان کو گن گن کر ان پر اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو اس سے بہتر طریقہ نہ بتاؤں؟ پھر حضور ﷺ نے ان کو سمجھایا کہ بجائے یوں گن گن کر تسبیح کرنے کے لیے یہ پڑھا کرو **سبحان اللہ عدد خلقہ** کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور اس کی سبوحیت اور اس کی پاکیزگی میں اتنا بیان کرتی ہوں جتنی خدا تعالیٰ کی مخلوق ہے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے بے پناہ محبت تھی۔ جب آنحضرت ﷺ اپنی وفات سے قبل سخت بیمار ہو گئے تو ازواج مطہرات آنحضور ﷺ کے پاس بیٹھی حضور کی تیمارداری اور عیادت میں مصروف تھیں۔ اس دوران حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بے اختیار کہا اے اللہ کے نبی! میرا دل کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی یہ بیماری مجھے مل جائے اور اللہ آپ ﷺ کو شفا دے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ بات سن کر بعض ازواج نے ایک دوسرے کو طنزیہ اشارہ کیا۔ آنحضرت ﷺ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قلب صافی کو جانتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم! یہ اپنی بات میں سچی ہے، گویا صدق دل سے مجھے چاہتی ہے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خلفائے راشدین سے بھی بہت اطاعت اور محبت کا تعلق تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا گیا تو حضرت حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے قریب تھا تو آپؓ نے ایک لکڑی اپنے اور ان کے گھر کے درمیان بطور پل رکھ دی اور ایک ایسا رابطہ بحال کر لیا جس کے ذریعہ محاصرہ کے دوران حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے کھانے پینے کی ضروری چیزیں مہیّا فرماتی رہیں۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات رمضان 50 ہجری میں حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں ہوئی۔ آپؓ جنت البقیع میں دیگر ازواج کے ساتھ دفن ہیں۔ (از اہلِ بیتِ رسول ﷺ)

https://www.alislam.org/urdu/book/

نوٹ: شعبہ واقفات کی طرف سے ازواج مطہرات کی سیرت کا سلسلہ جولائی تا ستمبر 2018ء کے زینب سے جاری ہے۔

رزلٹ مضمون نویسی لجنہ اماء اللہ ناروے 2019-2020

سال 2019ء – 2020ء میں **"مقابلہ مضمون نویسی"** کے لیے دو موضوع دیے گئے۔ ان میں سے کسی ایک پر مضمون لکھنا تھا۔

"حضور ﷺ صفاتِ باری کے مظہر اتم" یا **"لباس التّقویٰ"**

پانچ مجالس سے **گیارہ مضامین** موصول ہوئے۔ **پانچ** "حضور ﷺ صفات باری تعالیٰ کے اتم" کے موضوع پر اور **چھ** "لباس التّقویٰ" پر تھے۔ لجنہ گروپ اے کی **صرف ایک ممبر نے لکھا اور وہ بلا مقابلہ رہی۔**

اس مقابلہ کا رزلٹ اس طرح ہے۔

اوّل:	دوئم:	سوئم:
محترمہ فہمیدہ مسعود	محترمہ فریدہ داؤد	محترمہ عامرہ ناظرین
محترمہ شاہدہ ناصر	محترمہ شمسہ کنول	محترمہ مریم مسلم
محترمہ صدیقہ وسیم	محترمہ آصفہ کوکب	محترامتہ المنان ندیم
		محترمہ گل رعنا

لجنہ گروپ اے (15 تا 25)

بلا مقابلہ: عزیزہ صبا انور

عہدِ بیعت

طاہرہ زرتشت نازؔ

ہے عہدِ بیعت اپنا ہمیں اپنی جان سے پیارا
مقصد بلند اپنا رضائے خدا کو پانا

ہم امن کے ہیں خواہاں الفت ہمارا نعرہ
دنیا کے بت کدوں سے ہم نے کیا کنارا

رزلٹ مقابلہ حفظ سورۃ الانشقاق 2021

لجنہ معیار اول

Navn	Majlis	Position
Sobia Khan	Kristiansand	1st
Shazia Ali	Nor	1st
Sarah Noor-ul-Ain	Nor	1st
Amtul Nor Monim	Bait un Nasr	1st
Mubashra Ahmed	Ullensaker	1st
Attiya Riffat	Fredrikstad	1st
Nabeela Anwer	Nittedal	1st
Tahira Aziz	Nittedal	1st

Navn	Majlis	Position
Iffet Basit	Lillestrøm	2nd
Shamsa Khalid	Ullensaker	2nd
Saima Basharat	Ullensaker	2nd
Bushra Khalid	Nordrefolo	2nd
Shama Ahmed	Nittedal	2nd

Navn	Majlis	Position
Sabiha Ather	Nor	3rd
Samina Zahoor	Lillestrøm	3rd
Saeeda Sultana Anwer	Nordstrand	3rd
Hina Zeshan	Kristiansand	3rd
Sara Rafiq	Bait un Nasr	3rd
Asia Noorin	Bait un Nasr	3rd
Amtul jamil	Nittedal	3rd
Nabeela Sadaf	Nordre follo	3rd

Navn	Majlis	Position
Farida Daud	Nittedal	4th
Tahira Iftikhar	Bait un Nasr	4th
Farha Zulfiqar	Fredrikstad	4th
Shama Adeel	Fredrikstad	4th

رزلٹ مقابلہ حفظ سورۃ الّیل 2021

لجنہ معیار دوئم

Navn	Majlis	Positon
Saba Anwer	Nordstrand	1st
Maryam Rizwan	Ullensaker	1st
Fareeda Zahoor	Lillestrøm	1st
Maham Naeem	Lillestrøm	1st
Nudrat Anwer	Nordstrand	1st

Navn	Majlis	Position
Nimrah Naeem	Lillestrøm	2nd
Maidah Ahmed	Bait un Nasr	2nd

Navn	Majlis	Position
Sabiqa Shahid	Bait un Nasr	3rd

مقابلہ میں حصّہ لینے والی ممبرات کی تعداد ٹوٹل۔۔۔49 لجنہ معیار اول۔۔۔38۔۔لجنہ معیار دوئم۔۔۔11

رزلٹ مقابلہ حفظ سورۃ الجمعہ 2021

Lajna

Navn	Majlis	Position
Berevan Saeed	Fredrikstad	1st
Shazia Naeem	Lillestrøm	1st

Navn	Majlis	Position
Mansoora Naseer	Bait un Nasr	2nd
Sadeeda Naeeem	Bait un Nasr	2nd
Sabahat ul Bushra	Fredrikstad	2nd

Navn	Majlis	Position
Shumayla Mubeen	Bait un Nasr	3rd
Yasmeen Ali	Ullensaker	3rd

موروثی بیماری

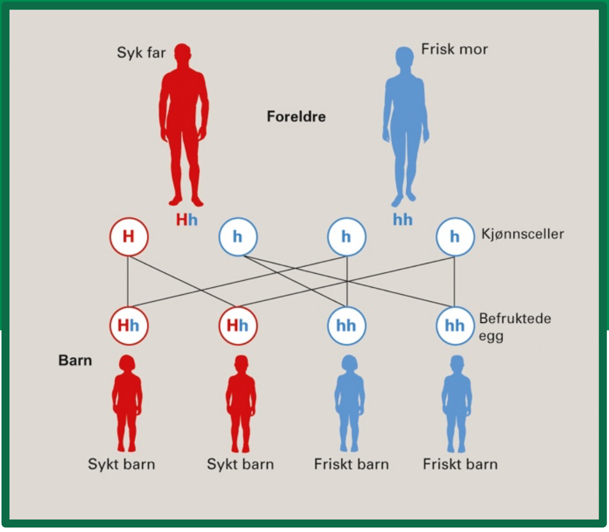

(نبیلہ انور ۔ مجلس نتیدال)

سائنس دانوں کے جائزہ کے مطابق موروثیت، رنگین مادّے (کوروموسوم) میں مقیّد ہوتی ہے۔ موروثیت کی لمبائی اور رنگین مادّہ میں بندش ایسی ہے کہ اگر پانچ انگریزی حروف جتنی لمبائی والے رنگین مادّے میں موجود موروثیت کو کھولا جائے تو بیس اعشاریہ بارہ میٹر لمبی موروثیت حاصل ہوگی۔

اس موروثیت میں ایک خاص ترتیب سے 'بیسیز' پائی جاتی ہیں۔ اس ترتیب میں کسی وجہ سے ردّوبدل ہو جائے تو مخصوص امراض جنم لیتے ہیں۔ یہ ترتیب کبھی تو بیس کے مٹ جانے، کبھی کسی بیس کی جگہ دوسری بیس کی جگہ لینے یا بیس کی شکل بدلنے سے خراب ہوتی ہے۔ یوں مختلف امراض کی علامات انسان پر آشکار ہوتی ہیں۔ اکثر درج ذیل امراض کو موروثی امراض میں شامل کیا جاتا ہے؛

*البی نزم: اس مرض میں مریض کی نگاہ کمزور ہوتی ہے۔ عینک کسی حد تک مدد دیتی ہے لیکن کچھ اشخاص کو عینک سے بھی فائدہ نہیں ہوتا جبکہ کچھ کو چمکتی ہوئی روشنی ضرر رساں ثابت ہوتی ہے۔

*اینجل مین سنڈروم: اس مرض میں بچہ 6 سے 21 ماہ تک نشوونما نہیں پاتا۔ اس کے علاوہ بغیر وجہ کے ہنستے رہنا، بہت کم بولنا یا خاموش رہنا، چلنے پھرنے میں دشواری اور عدم توازن، بچپن میں ہی بہت کم آرام کرنا، اس کے علاوہ جھٹکے، چھوٹا سر جو پچھلی جانب سے چپٹا ہوتا ہے، دانتوں کے درمیان زیادہ فاصلہ اور بھینگا پن اس امراض کی خاص علامات ہیں۔

*سسٹک فائبروسس: بہت نمکین پسینہ، امراضِ صدر، امراضِ ہضم، نومولود بچوں میں 'ہیل پرک ٹیسٹ' کے ذریعے اس مرض کی تشخیص کی جاتی ہے۔ ان بچوں کی آنتیں چپکی ہوئی اور ان کی دیوار دبیز (موٹی) ہوتی ہے۔

*ڈاؤن سنڈروم: سننے اور دیکھنے میں کوتاہی، امراضِ ہضم، امراضِ قلب، ہڈیوں کے امراض، دانت کی درست نشوونما نہ ہونا، ان کی قوتِ مدافعت بچپن سے کمزور ہوتی ہے۔

*مسکولر ڈسٹروفی: عضلات میں نقاہت (جسمانی وضع میں کوتاہی)، مفاصل (جوڑوں) کی حرکت میں خرابی، عضلاتِ قلب کی کمزوری، عضلات کی کمزوری کے ساتھ ساتھ سانس میں دشواری ہونے لگتی ہے۔

*ہیموفلیا: بغیر وجہ کے خون کا بہنا، معمولی جراحت کے نتیجے میں زیادہ خون بہنا، مادّہ انجماد (بلڈ پلیٹ لیٹس) کی کمی۔

*تھیلے سیمیا: تھکاوٹ، نقاہت، نشوونما میں کمی، سیاہ مائل بول، پیلی جلد، سوجا ہوا شکم، چہرے کی ہڈیوں کی وضع میں خرابی۔

کیاموروثی امراض قابلِ علاج ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے موت کے سواہر مرض کا علاج دیا ہے۔ موروثی امراض کا علاج دو طریقوں سے کیا جاتا ہے۔ کبھی تو عارضی علامات کو رفع کرنے کی غرض سے اور کبھی جدید طرز سے، یعنی خراب جین کو معلوم کر کے مختلف طریقوں سے درست کرتے ہیں مثلاً جس مریض میں کسی خاص جین کی کمی ہے تو ''ویکٹر'' یعنی وائرس میں درست جین داخل کر کے مریض میں داخل کی جاتی ہے۔ یوں جوں جوں وائرس کی تعداد بڑھتی ہے خراب جین بھی تبدیل ہو کر درست ہو جاتی ہے مگر اس امر کے لیے ایسے وائرس کا انتخاب کرتے ہیں جو مضر نہ ہو۔ کچھ امراض ایسے ہیں جن میں جین کا کردار نہیں ہوتا مگر موروثی طور پر بچہ کمزور ہوتا ہے مثلاً شوگر، امراضِ قلب، سرطان وغیرہ، ان میں جین کا دخل نہیں مگر جس کے والدین کو ہو، بچہ کسی نہ کسی عمر میں اِن امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

موروثی امراض سے بچاؤ کیسے ممکن ہے؟

* شادی سے پہلے ہی جوڑوں کا لیب ٹیسٹ کرانا چاہیے

* جس مرض میں مستقبل کے ماں باپ مبتلا نظر آئیں، ان علامات سے نمٹنے والی ادویہ ضرور استعمال کرائیں

* حمل کے دوران ہمہ قسم کی شعاعوں سے بچائیں

* سورج اور چاند گرہن کے ایّام میں حاملہ کو سورج، چاند کی روشنی سے بچائیں

* حاملہ کو دورانِ حمل پُرسکون ماحول دیں اور گھریلو کام کاج نہ کرائیں کہ ذراسی بے احتیاطی سے حمل ضائع ہو جاتا ہے، جس سے حاملہ کی جان کو خطرہ ممکن ہے۔

(Kilde: Express News)

گناہوں سے بخشش کی عاجزانہ دعا

اے میرے محسن اور اے میرے خدا میں ایک تیرا ناکارہ بندہ پر معصیت اور پر غفلت ہوں۔ تو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا۔ تو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پر گناہ پر رحم کر اور میری بے باکی اور ناسپاسی کو معاف فرما اور مجھ کو میرے اس گناہ سے نجات بخش کہ بغیر تیرے کوئی چارہ گر نہیں۔ آمین ثم آمین

(مکتوبات احمدیہ جلد 5 نمبر 2 صفحہ 3)

یادرفتگان

میری پیاری امی جان

(فرح ذوالفقار – مجلس فرید رکستاد)

دنیا کا سب سے قیمتی رشتہ ماں کا رشتہ ہوتا ہے. ہم سے یہ قیمتی اثاثہ 8 مارچ 2016ء کو جدا ہو گیا۔ میری پیاری امی جان کا نام قدسیہ بیگم زوجہ چوہدری عبداللطیف صاحب تھا۔ آپ کے والد چوہدری امیر الدین صاحب کو 49 سال کی عمر میں شہید کر دیا گیا۔ آپ کے ابا جان اپنے گاؤں کے نمبر دار تھے ۔والد اور والدہ دونوں موصی تھے اور پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھے۔

سمجھ نہیں آرہی کہ کہاں سے شروع کروں اور کس کس خوبی کا ذکر کروں۔ آپ ہر فن مولا تھیں۔ سلائی، کڑھائی، کروشیا بلکہ ہر کام کو جانتی تھیں۔ آپ کی وفات پر محلے کی غیر احمدی عورت آئی رورو کر یہی کہا کہ اب ہم کو کون سکھائے گا، ہم کس سے مشورہ لیں گے، ہم کس سے پوچھیں گے کہ یہ کام کس طرح کرنا ہے۔ بچے کو کون سی دوائی دینی ہے۔ سب کو کپڑے کاٹ کر دینا پھر جو سلائی نہ کر سکتی ہو اسے کپڑے سی کر دینا۔ بیماروں کی مزاج پرسی کرنا بلکہ ان کے لیے کھانا بنا کر لے جانا اور ان کی مرہم پٹی کرنا۔

آپ کافی عرصہ سرائے عالمگیر جماعت ضلع گجرات کی صدر بھی رہیں۔ بیماری کے باوجود ہر دورہ اور میٹنگ پر پہنچتیں بلکہ پہلے ہی تیار ہو کر بیٹھ جاتی تھیں۔ قرآن مجید کی کافی سورتیں زبانی یاد تھیں۔ نماز اور تہجد کی پابند تھیں۔ جب تک صحت نے اجازت دی روزے بھی سارے رکھتیں بلکہ شوال کے روزے بھی بھی رکھتیں۔

جولائی 2008ء کو آپ کو لندن جلسہ پر جانے کی توفیق ملی۔ آپ نے وہاں کے ماحول سے متاثر ہو کر ایک پنجابی نظم بھی لکھی۔

تیری ڈاچی دے گل وچ ٹلیاں   میں تے حدیقۃ المہدی چلی آں

جب لندن سے واپس پاکستان آئیں تو بازار میں گر گئیں جس سے آپ کو ایک مہینہ کافی مشکلات کا کرنا پڑا۔ چلنے پھرنے سے معذور ہو گئیں۔ بعد میں آپ کے سر کا آپریشن ہوا تو آپ چل کر گھر آئیں تو اللہ کا شکر ادا کرتے نہ تھکتیں۔

جب دسمبر 2010ء میں ہمارے والد صاحب کا انتقال ہوا تو آپ بیمار رہنے لگیں۔ آپ کو دل کی تکلیف ہو گئی۔ لیکن ہمت نہیں ہاریں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے شفا بھی دے دی۔

آپ بہت صفائی پسند تھیں۔ قرآن مجید اونچی آواز میں پڑھتی تھیں۔ آواز بہت اچھی تھی۔ نظمیں خوبصورت آواز میں پڑھتی تھیں۔ فوت ہونے سے قبل ایک احمدی عورت آپ کو ملنے آئی تو کہنے لگی بھابھی جان آج نظم نہیں سنانی۔ بس دو تین گھنٹوں کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے نیز آپ کی اولاد اور ان کی اولاد کو بھی نیک بنائے۔

جب ان کا انتقال ہوا تو میں پاکستان ان کو ملنے گئی ہوئی تھی۔ میں نے نو مارچ کو واپس ناروے آنا تھا کہ اچانک آٹھ مارچ کو ان کی وفات ہو گئی۔ میرے پیارے اللہ نے مجھے ہر قسم کی پریشانی سے بچا لیا۔ اللہ ہم سب پر اپنا فضل اور رحم کرے۔ آمین ثم آمین

دعائیہ اعلانات

- اشاعت کمیٹی کی تمام ممبرات کی صحت و سلامتی اور لجنہ گروپ اے کی بچیوں ، واقفات اور ناصرات کی دینی و دنیاوی کامیابیوں اور نیک نصیب کے لیے درخواست دعا ہے۔
- محترمہ ثمینہ حفیظ صاحبہ اللہ کے خاص فضل و کرم سے اپنی پوری فیمیلی کے صحت یاب ہونے پر جہاں پیارے خدا کے حضور شکر گزار ہیں وہاں احبابِ جماعت کی دعاؤں کے لیے بھی ممنون ہیں۔ اللہ پاک مزید کسی آزمائش اور پریشانی سے بچائے۔ آمین
- محترمہ امتیاز نرگس مومن صاحبہ اپنے شوہر، اپنی اور اپنے تمام بچوں اور ان کی اولاد کی صحت و تندرستی کے لیے درخواستِ دعا کرتی ہیں۔
- محترمہ ثناء فرّخ صاحبہ اپنی فیملی اور اپنی سسرالی فیملی کی صحت و تندرستی کے لیے دعا کی طالب ہیں۔
- محترمہ امتہ السلام ناصرہ ثانی صاحبہ اپنے شوہر، بچوں، اپنی والدہ اور اپنی صحت و سلامتی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ شمع راحیلہ صاحبہ اپنی، اپنے بچوں، نواسی، شوہر اور عزیزوں کی سلامتی کے لیے طالبِ دعا ہیں۔
- محترمہ قدسیہ صاحبہ اپنی اپنے شوہر اور بچوں کی صحت کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ زرینہ کوثر صاحبہ اپنی اور اپنے بھائیوں کی فیملیز کی اس وبائی صورتحال میں صحت و سلامتی کے لیے درخواستِ دعا کرتی ہیں۔
- محترمہ حبیبہ میر صاحبہ اپنے شوہر اور اپنی صحت و سلامتی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ عائشہ صدیقہ صاحبہ اپنی فیملی کے لیے اور بچوں کی کامیابیوں کے لیے دعا کی خواہاں ہیں۔
- محترمہ نسیم مظفر صاحبہ اپنے شوہر اپنی اور اپنے بچوں کی صحت و سلامتی کے لیے دعاؤں کی طالب ہیں اور جماعتی کاموں کو مزید احسن طور پر انجام دہی کی توفیق پانے کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ روفی مرزا صاحبہ اپنی اور اپنے بچوں کی صحت و سلامتی اور کامیابیوں کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ طاہرہ بشارت صاحبہ اپنی، اپنے شوہر اور بچوں کی صحت، کامیابی اور نیک مقدّر کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ فائزہ ضیاء صاحبہ اپنی فیملی کی صحت اور بچوں کے بہترین مستقبل کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ امتہ الکلثوم صاحبہ اپنے شوہر، بچوں اور اپنی صحت کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- عزیزہ مدیحہ احمد اپنے اور اپنے بھائی کے لیے امتحان میں اعلیٰ کامیابی کے لیے درخواست دعا کرتی ہیں۔
- محترمہ عفت وحید صاحبہ اپنی فیلی اور بچوں کے امتحان میں کامیابی اور اپنے بھائی اور اس کی فیملی کے لیے بھی درخواست دعا کرتی ہیں۔
- محترمہ اسماء جاوید صاحبہ اپنی، اپنی والدہ صاحبہ اور بہن بھائیوں کی صحت و سلامتی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

- محترمہ عابدہ صاحبہ اپنی فیملی کے لیے درخواستِ دعا کرتی ہیں۔
- محترمہ امتہ الصبور صاحبہ اپنی، اپنے بچوں اور شوہر کی صحت و سلامتی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ رفعت ڈار صاحبہ اپنی، اپنے بچوں اور شوہر کی مکمل صحت یابی پر اللہ کا شکر اور احبابِ جماعت کی دعاؤں کے لیے شکریہ ادا کرتی ہیں اور مزید دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ رفعت نعیم صاحبہ اپنے شوہر، بچوں اور اپنی صحت و سلامتی کے لیے درخواستِ دعا کرتی ہیں۔
- محترمہ سعیدہ نعیم صاحبہ اپنے شوہر، بچوں اور اپنی صحت و سلامتی کے لیے دعا کی طالب ہیں۔
- محترمہ منصورہ نصیر صاحبہ اپنے شوہر اور اپنی صحت والی فعال زندگی کے لیے درخواستِ دعا کرتی ہیں۔
- محترمہ امتہ النور منعم صاحبہ اپنی فیملی کی صحت یابی کی دعاؤں کے لیے سب کی مشکور ہیں اور مزید دعاؤں کے لیے درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ امتہ المنان ندیم اپنی فیملی کے ساتھ ساتھ اپنے حلقہ کی عاملہ اور سب ممبراتِ جماعت کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ نصرت ظفر صاحبہ اپنی، اپنے شوہر اور بچوں کی سلامتی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ سلیمہ بشارت صاحبہ اپنی، اپنے شوہر اور تمام بچوں کی صحت و سلامتی کے لیے درخواستِ دعا کرتی ہیں۔
- محترمہ شمائلہ ظہیر، محترمہ آسیہ منصوراور محترمہ آصفہ صاحبہ اپنی ساس امی کی صحت و سلامتی نیز ان کے پاکستان میں بیٹے کی وفات کے صدمہ کو صبر سے برداشت کرنے کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ سعدیہ جاوید صاحبہ اپنی والدہ محترمہ، اپنی اور بچوں کی صحت و سلامتی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ منصورہ افتخار صاحبہ اپنی پوتی کے ہونے کی خوشی میں دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ بچی کو صحت والی لمبی زندگی دے اور والدین کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین
- محترمہ عمارہ عزیز صاحبہ اپنے فیملی کے لیے دعا کی درخوست کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر طرح فضل فرماتا رہے۔
- محترمہ سلطانہ قدوس صاحبہ صاحبہ اپنے بچوں کے نیک، خادم دین اور صحت و سلامتی کی دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ قراۃ العین اور محترمہ صائمہ محمود صاحبہ اپنی فیملی کی صحت اور سلامتی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- محترمہ رعنا گل اور سلیمہ بیگم صاحبہ اور عزیزہ عندلیب انور اور عزیزہ کاظمہ انور دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر طرح سے فضل فرماتا رہے۔ آمین
- محترمہ قیصرہ خواجہ صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پہلی نواسی سے نوازا ہے۔ نومولودہ کا نام مرحاہ رحمان رکھا ہے۔
- محترمہ فوزیہ طارق صاحبہ اپنی والدہ، اپنے دیور بھائی، اپنے تینوں نواسوں اور اپنی فیملی کی صحت و تندرستی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- عزیزہ کرن خلیل، سجیلہ خلیل اور صوفیہ خلیل اپنی دینی اور علمی ترقی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر طرح سے فضل فرماتا رہے۔ آمین

ناصرات کارنر

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ۵

ترجمہ: اللہ! اُس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہمیشہ زندہ رہنے والا (اور) قائم بالذات ہے۔ (سورۃ البقرہ آیت 256)

حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

كُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَا یُبْدَأُ فِیْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَهُوَ اَقْطَعُ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہر اہم کام جو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے بغیر شروع کیا جائے وہ ناقص اور برکت سے خالی ہوتا ہے۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ ۴۳ ایڈیشن ۲۰۰۳ء)

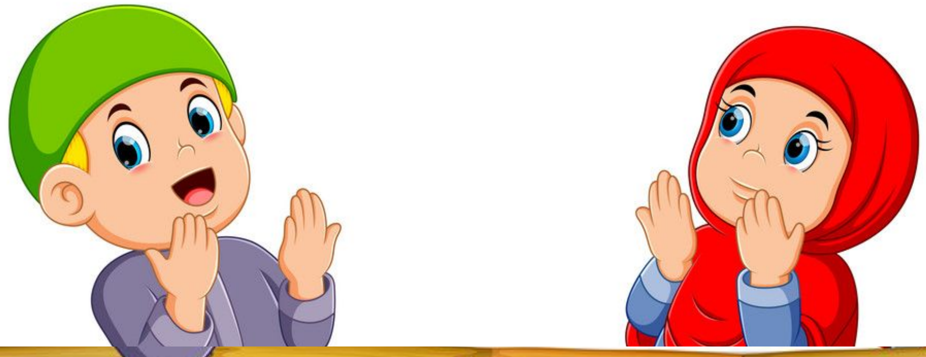

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۃ المسیح الثانی

(دلیشہ فرخ۔ مجلس بیت النصر)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک بہت نیک بیٹے کی خوش خبری دی تھی جو کہ آپ نے ایک اشتہار میں شائع کی تھی۔ وہ پیش گوئی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خلیفہ المسیح ثانی کے حق میں حرف بحرف پوری ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ 20 فروری کو ایک جلسہ میں خدا سے خبر پا کر کیا۔ آپ کے چند اہم کام درج ذیل ہیں۔

جامعہ احمدیہ کا قیام، تحریک جدید اور وقفِ جدید کا آغاز فرمایا، آپ نے تفسیر کبیر اور تفسیر صغیر اور بہت سی دیگر کتب تحریر فرمائیں، ہجرت، مرکز اور نئے مرکز ربوہ کا قیام فرمایا، مشنری اور مبلغین کو دور دراز کے ممالک میں امریکہ اور یورپ میں تبلیغی مرکز کا قیام بھجوانا، جماعتی ذیلی اداروں لجنہ، ناصرات، خدام، اطفال اور انصار کا قیام۔ آپ کے بے شمار کارناموں میں سے چند ایک ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں سے محبت

(ملیحہ ناصر، مجلس بیت النصر)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود و مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مطالعہ (کتاب پڑھنا) کا بہت شوق تھا۔ آپ کے گھر میں ایک بہت بڑا کُتب خانہ (ببلیو تھیک) تھی۔ جس میں بہت زیادہ کتابیں، مختلف موضوعات (ٹاپکس) پر تھیں۔ آپ نے بہت بچپن (چھوٹی عمر) سے ہی ان کتابوں سے دوستی کر لی۔ آپ نے دوسرے مذاہب کی کتابیں بھی پڑھیں اور ان کی تعلیم اور اسلام کی تعلیم کو غور سے سمجھا اور اس وجہ

سے آپ کا زیادہ وقت مطالعہ (کتاب پڑھنا) میں گزرتا۔ آپ کے اس توجہ سے پڑھنے کی وجہ سے آپ کے ابا محبت سے کبھی کبھی منع کرتے کہ کہیں صحت خراب نہ ہو جائے۔ آپ کو جب کچھ سمجھ نہ آتا تو خدا سے دعا کرتے رہتے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت اور راہنمائی ملتی۔ آپ اخبارات بھی باقاعدہ پڑھتے مضامین بھجواتے اور اگر کوئی بات اسلام کے خلاف یا غلط لکھی ہوتی تو اس کے جواب میں آرٹیکل تحریر (لکھا) کرتے۔ حضور کی سب سے پسندیدہ کتاب، "قرآن مجید" تھی۔ آپ اس کو بہت زیادہ غور سے اور بار بار پڑھتے۔ اس کے مطلب اور خدا کے پیغام کو سمجھنے کے لیے بہت دعا کرتے اور فرماتے:

"یا اللہ تیرا کلام ہے۔ مجھے تو ہی سمجھائے گا تو میں سمجھ سکتا ہوں"

آپ کے پاس ایک چھوٹا، جیب کے سائز کا قرآن مجید تھا جو کہ ہر وقت آپ کے پاس رہتا، سفر میں بھی آپ اس کو اپنے ساتھ رکھتے اور کھول کے تلاوت کرتے رہتے۔ اور اس پر بہت زیادہ نشانات اور نوٹ بھی لکھے تھے۔ آپ کے سب سے بڑے بیٹے مرزا سلطان احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شاید دس ہزار مرتبہ قران کریم کو پڑھا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتابوں ہی کے ذریعے اسلام کی تبلیغ کی۔ آپ نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ اسلام کے دفاع اور مسلمانوں کی تربیت کے لیے کتب اور اشتہارات تحریر کرنے میں گزارا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 80 سے زیادہ کتب لکھی اور شائع کیں۔ آپ نے اُردو، فارسی اور عربی زبان میں کتابیں لکھیں۔ آپ کی سب سے پہلی کتاب "براہین احمدیہ" ہے اور آپ نے اپنی آخری کتاب "پیغام صلح" اپنے وصال (وفات) سے ایک دن پہلے تحریر کی۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کی اس زمانہ میں قلم سے جہاد (دین کے پھیلانے کی کوشش) کریں۔ اس لیے لازمی ہے کہ ہم اسلام سیکھیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کا مختلف زبانوں میں ترجمہ بھی موجود ہے۔ کچھ کتابیں نوشک میں بھی ترجمہ ہو چکی ہیں۔ اور ہماری لائبریری میں پڑھنے کے لیے موجود ہیں۔

https://www.alislam.org/library/articles/Life-of-Hazrat-Mirza-Ghulam-Ahmad-Promised-Messiah.pdf (کتاب، سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام امتہ الحیٰ احمد)

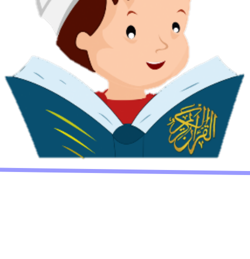

کھانا کھانے کے آداب

(مدیحہ راشد، مجلس نتیدال)

- ہاتھ دھو کر صاف کر کے کھانے کے لیے آنا چاہیے۔
- کھانا شروع کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھنی چاہیے بسم اللہ و علی برکۃ اللہ

ترجمہ: اللہ کے نام اور اللہ کی برکت کے ساتھ شروع کرتی ہوں۔

- دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا چاہیے اور پورا ہاتھ کھانے میں نہیں ڈالنا چاہیے۔
- جب آپ کھانے کے لیے آئیں تو پہلے بیٹھے ہوئے لوگوں کو السلام علیکم کہنا چاہیے۔
- کھانا بہت گرم نہیں کھانا چاہیے اور نہ ہی سخت گرم دودھ یا چائے پینی چاہیے۔
- پلیٹ میں کھانا اتنا ہی ڈالنا چاہیے جتنا ضرورت ہو۔

لطیفہ

ایک چور چوری کر کے گھر سے جا رہا تھا کہ بچے کی آنکھ کھل گئی
بچہ: میرا اسکول بیگ بھی لے جاؤ ورنہ شور مچا دوں گا۔

بیٹا: ابا جان! کیا آپ اندھیرے میں لکھ سکتے ہیں؟
باپ: ہاں! کیوں نہیں
بیٹا: پھر آپ لائٹ بند کر کے میرے رپورٹ کارڈ پر دستخط کر دیں۔

فرق معلوم کریں اور رنگ بھریں۔

Vits

Det var en gang tre menn. Den ene kunne bare si ja. Den andre kunne bare si kniv og gaffel. Den tredje kunne bare si jippi.

En dag kom en politimann og sa, «Har dere drept noen?».

Den første mannen sa: «Ja». Politimannen spurte: «Med hva da?».

Den andre mannen sa: «Kniv og gaffel». Deretter sa politimannen: «Dere skal fengsles i hundre år».

Da sa den tredje mannen: «Jippi».

Skrevet av: Eliza Sumbal Shah, Majlis Nordrefollo

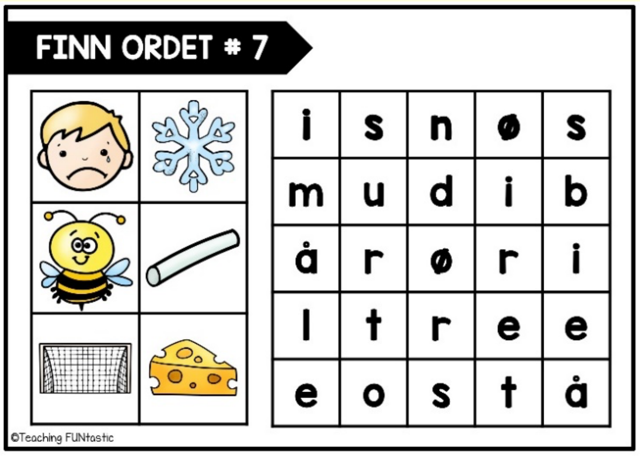

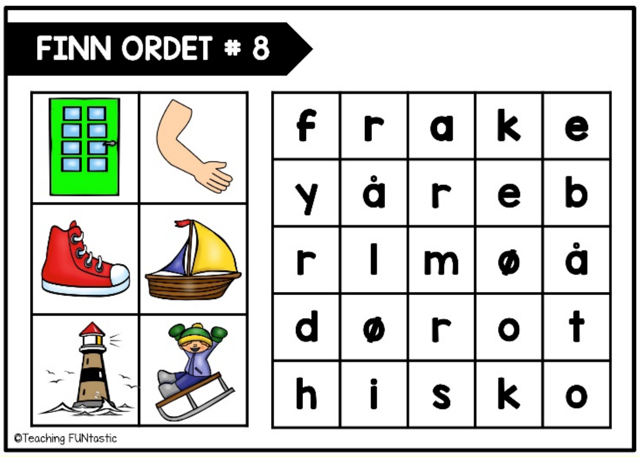

			7	4		2		3
2		7	6	8				9
9			2		5	8	7	
				7		6	5	
	7			6	3	1		
	4	8		5			3	7
	5	1	3			7		
7	8			1		3		
3			8	9	7	4	1	5

9								
		5	8	9	6			7
2				4			9	
7	5				2			6
		8			7			5
		9				3		
			7		1			
5	6			3			1	9
8	7	1				2	3	4

Quiz om Den utlovede Messias[as]

1. **Hva heter Den utlovede Messias[as]?**
2. **Hvor ble Den utlovede Messias[as] født?**
3. **Når ble Den utlovede Messias[as] født?**
4. **Hva het faren til Den utlovede Messias[as]?**
5. **Hva het moren til Den utlovede Messias[as]?**
6. **Hvor mange bøker skrev Den utlovede Messias[as] til sammen?**
7. **Når mottok Den utlovede Messias[as] sin første åpenbaring?**
8. **Hvilke språk har Den utlovede Messias[as] brukt i sitt poetiske verk og dikting?**
9. **Når og hvor ble den første Bai'at holdt for første gang av Den utlovede Messias[as]?**
10. **Når gikk Den utlovede Messias[as] bort?**

Laget av: Zara Nawaz, Majlis Tønsberg

1. Hadrat Mirza Ghulam Ahmad.
2. Han ble født i Qadian i India.
3. 13 februar i år 1835.
4. Hadrat Mirza Ghulam Murtaza.
5. Hadrat Chiragh Bibi.
6. Han skrev 83 bøker til sammen.
7. Han mottok sin første åpenbaring den 26. mars i år 1882.
8. Han har skrevet dikt på både urdu, arabisk og persisk.
9. Den første Bai'at ble tatt imot den 23. mars i år 1889 i Ludhiana.
10. Svar: Han gikk bort den 26. mai i år 1908.

Hvorfor feirer vi Musleh Maud-dag (Yaum-e-Musleh Maud)?

Yaum-e-Musleh Maud feires av ahmadiyyamuslimer hvert år den 20. februar til minne om profetien om Musleh Maud og dens oppfyllelse i form av Hadrat Mirza Bashiruddin Mahmud Ahmad[ra]. Han var også den andre kalifen i Ahmadiyya Muslim Jama'at. Det er ikke en feiring av hans fødselsdag, men heller et minne om at profetien gikk i oppfyllelse.

Bakgrunnen for dette er at på 1880-tallet konfronterte Hadrat Mirza Ghulam Ahmad[as] flere hinduistiske ledere som krevde tegn av ham til fordel for islam som en levende religion. Som svar på dette reiste Hadrat Mirza Ghulam Ahmad[as] til byen Hoshiarpur hvor han tilbrakte 40 dager i tilbaketrukkenhet og ba om guddommelige tegn til fordel for islam, fremfor andre trosretninger. Deretter publiserte han 20. februar 1886 en åpenbaring som inneholdt profetien om fødselen av en velsignet sønn.

Hadrat Mirza Ghulam Ahmad[as] erklærte videre 8. april 1886 at det ble gitt ham tegn om at denne sønnen vil bli født innen en periode på ni år. Noen få dager etter denne kunngjøringen fødte imidlertid hans kone en datter, og hans motstandere begynte å påstå at hans profeti ble bevist falsk. Igjen i august 1887 ble en sønn født hos ham, men døde i barndommen, og igjen hevdet hans kritikere at profetien var uekte. 12. januar 1889 ble Mirza Bashiruddin Mahmud Ahmad[ra] født, som

av Ahmadiyya Muslim Jama'at antas å være Den utlovede sønnen. Dette har Hadrat Mirza Bashiruddin Mahmud Ahmad[ra] selv bekreftet etter å ha fått åpenbaring fra Gud og hevdet at han var den utlovede sønnen som profetien handlet om. Historien har vist at alle egenskaper og beskrivelsene om Musleh Maud nevnt i profetien er blitt oppfylt i hans skikkelse.

Humda Qureshi, Majlis Lillestrøm

Nasirats Hjørne

Profetier om Den utlovde Messias[as] i andre religioner

Alle verdensreligioner venter på en religiøs skikkelse/frelser som skal reformere deres religion i de siste dagene. Hinduene venter på advent av Neha Kalank Avatar som har blitt forutsagt i deres skrifter. Kristne venter på en frelser som skal gjøre slutt på menneskets lidelser. Muslimene venter på ankomst av Mahdi og Messias. Zoroasterne tror på at Saoshyant/Mesio Darbahme skal frigjøre verden fra det onde. Både Buddha og Guru Baba Nanak spådde ankomst av en stor reformator. Jødene venter også på en Messias som skal lede dem til det lovede landet og gjenopprette det israelske folket. Hvis advent av en fremtidig budbringer er opphørt, hvordan kan da alle religioner være enige om at en Utlovede skal komme?

Dersom alle profetiene går i oppfyllelse, vil vi være vitne til kaos og uro på jorden. På den ene siden vises det i profetiene at de ikke kan være falske, og på den andre siden, hvis samtlige utlovede personer skal utføre sine oppgaver vil de jobbe for å beseire over andre religioner. Det virker mot sin hensikt og vil ende med enda mer konflikter og problemer.

Gud vil skape fred og harmoni i verden. Hans profet Muhammad[sa] sa at den kommende Messias vil være fra hans tilhengere, det vil si han vil være en muslim. I 1889 erklærte Hadrat Mirza Ghulam Ahmad[as] at han er Den utlovede Messias som alle religioner venter på. Han er ikke bare reformator for muslimer, men også for jødene, kristne, hinduer og buddhister. Han har skrevet dette i flere av hans bøker.

Palwasha Ahmad, Majlis Ullensaker

Pakwan

Daddelkuler med sjokolade og peanøtter

Maryam Rizwan

Oppskriften gir ca. 20-25 kuler

Ingredienser:

150 g dadler, tørkede og saftige

50 g peanøtter, hakkede

80 g müsli

1 ss peanøttsmør

50 g mørk sjokolade

2dl kokosmasse, til rulling

Slik lager du daddelkuler med sjokolade og peanøtter

Fjern daddelsteinene og kjør dadler og peanøtter sammen i en hurtigmikser til alt er godt blandet.

Tilsett müsli og peanøttsmør og kjør det godt sammen. Bland til slutt inn hakket sjokolade og tilsett eventuelt 1-2 ss vann slik at det blir en jevn og seig masse som holder seg samlet.

Rull blandingen ut til kuler og rull kulene i kokos. Oppbevares kjølig.

Livsstil og miljø

Det er i hovedsak tre faktorer som påvirker vår risiko for å utvikle ulike sykdommer; **arv, miljø og livsstil.** Det kan være vanskelig å vite hva som er den utløsende årsaken, og det er ikke usannsynlig at det kan være en kombinasjon. Et eksempel på dette kan være diabetes type 2, som er kjent for å være en livsstilssykdom. Men noen kan likevel være ekstra utsatt. Diabetes er miljøpåvirkelig; der livsstilen man lever har mye å si for risikoen for å utvikle sykdommen. Familier er ofte utsatt for det samme miljøet og spiser gjerne lik mat, noe som også kan spille en rolle.

Teste for genfeil

Det er noe genetikk involvert i all type kreft, men det betyr likevel ikke at alt av kreft er arvelig. Når det kommer til arvelige kreftformer, kan man ta en gentest for å finne ut om det er økt risiko for å utvikle sykdommen. Det er ikke alle som får tilbud om dette. Først må det vurderes om en slik test er aktuelt. Dersom du er klar over at en spesiell sykdom eller krefttype har rammet flere av dine familiemedlemmer kan du kontakte din fastlege for vurdering og eventuell henvisning.

Familiens sykdomshistorie kan aldri forutsi din helse i fremtiden med 100 prosent sikkerhet, men den kan si noe om at ting er mer eller mindre sannsynlig. Sykehistorien kan avdekke at du har økt risiko for enkelte sykdommer. Påvisning av spesifikke feil i enkelte gener kan derimot forutsi enkelte sykdommer med stor sikkerhet. Slik kunnskap om økt risiko for sykdom, enten den bare bygger på sykehistorien eller på DNA-funn, bør i en del tilfeller få forebyggende tiltak for å redusere denne risikoen for å bli syk. Slike forhåndsregler kan være:

- Kostholdstilpasninger
- Livsstilsendringer
- Forebyggende medikamentell behandling
- Jevnlig kontroll av sykdomsmarkører, for eksempel blodprøver
- Gentesting for å bekrefte om du er bærer av en bestemt genfeil
- Vurdering av ellers uvanlige forklaringer på sykdom om du skulle bli syk
- Få vurdert risikoen for å videreformidle egenskapen til dine barn

Dersom en feil avdekkes hos deg, kan også andre i familien bære på feilen. Dette gjør at du kan virke som en advarsel til øvrig familie om at de også må være på vakt overfor denne sykdommen. Om en feil først er påvist, kan det beregnes hvor stor risikoen er for at fremtidige barn vil arve denne feilen.

Helse avdeling

ARVELIGE SYKDOMMER

Hibbatul-Haiy Chughtai

Oppskriften til hvordan kroppen vår skal bygges ligger i arvestoffet vårt; DNA-molekylene. Kodingen av bestemte anlegg, for eksempel fargen på øyne, er bestemt av et avgrenset område i DNA-molekylet og kalles et gen. Noen av disse genene stammer fra mor, andre fra far. Det hender at denne informasjonen kopieres litt feil. Feilen blir værende i en del av DNA-molekylet og den kan overføres videre til barn og barnebarn - barna arver et gen som inneholder en feil. I noen tilfeller kan disse "feilene" gjøre at man blir mer disponert for enkelte sykdommer. Det er ikke uvanlig at slike feil blir båret av en familie i mange generasjoner. Informasjon om familiens sykdomshistorie er derfor viktig.

Selv om å leve sunt og balansert er viktig for å opprettholde en god helse, vet vi også at genene våre har litt å si når det kommer til risikoen for å utvikle enkelte sykdommer. Dersom du har arvelige sykdommer i familien betyr ikke det at du kan forutsi din helse i fremtiden med sikkerhet, men det kan være en pekepinn på hva du bør være obs på. Det er svært mange sykdommer som forårsakes av gener, og her er kreft en av de vanligste.

Vi påvirkes av miljø, livsstil og gener

Gener kan ha noe å si for svært mange sykdommer. I prinsippet kan sykdommer i alle organer i noen tilfeller ha sammenheng med arv. Hjertesykdommer, medfødte misdannelser og hudsykdommer kan for eksempel henge sammen med genene dine.

Mange av de mest alvorlige sykdommene er heldigvis svært sjeldne, som for eksempel Huntingtons sykdom, likevel er det også noen som er mer vanlige. Demenssykdommer som Alzheimers er for eksempel ofte noe som kan se ut til å gå i familier, men det er ikke slik at du er garantert å utvikle sykdommen.

Sykdom i ung alder

Når yngre mennesker rammes av sykdommer som vanligvis inntreffer hos eldre kan nemlig dette være et tegn på en genfeil. **Det er tre viktige tegn vi ser på for å vurdere om noen har en genetisk sårbarhet for en sykdom.** Det første er den enkelte pasientens sykdomshistorie, det andre er kartlegging av familiens sykdomshistorie – altså om flere i familien har blitt rammet av en sykdom. I tillegg har man i mange tilfeller mulighet for å undersøke selve genene – gjennom en gentest.

fikk 25-åringen en 22-måneders fengselsstraff. Da Abū Inan døde i 1358 ga ministeren al-Hasān ibn-Umar ham frihet og gjeninnsatte ham i hans tidligere stilling.

Ibn Khaldun gikk deretter mot Abū Inans etterfølger (Abū Salem Ibrahim III), sammen med Abū Salems eksilonkel og navnebror Abū Salem. Etter maktovertagelse ga Abū Salem en ministerstilling til Ibn Khaldun, den første posisjonen som passet med Ibn Khalduns ambisjoner.

Senere flyttet han til Granada og likte seg der. Han ønsket å tilbringe resten av sitt liv i Granada, men etter omstendighetene søkte Ibn Khaldun tilflukt vest i Algerie, i byen Qalat Ibn Salama. Han bodde der i over tre år og utnyttet sin tilbaketrukkenhet til å skrive boken Muqaddimah.

Etter 4 år i Qalat Ibn Salama vendte han tilbake til sitt hjemland Tunisia. Der viet han seg nesten utelukkende til sine studier og fullførte sin historie om verden. Ibn Khaldun forlot Tunisia og seilte til Alexandria og dro derfra videre til Kairo. I 1384 utnevnte den egyptiske sultanen, al-Malik udh-Dhahir Barquq ham til professor i Qamhiyyah Madrasah og den store qadi av Maliki skolen i fiqh.

Ibn Khaldun led et tungt personlig slag i 1384, da et skip som fraktet hans kone og barn sank utenfor kysten av Alexandria. Han holdt motet oppe og bestemte seg for å dra til pilegrimsreise i Mekka.

I 1401 deltok Ibn Khaldun i en militærkampanje mot den mongolske erobreren Timur som beleiret Damaskus. Etter at denne kampanjen var over, tilbrakte han de neste fem årene i Kairo. Her fullførte han sin selvbiografi og sin historie om verden. Han jobbet som lærer og dommer i den perioden. Han døde 17. mars 1406 i Kairo, Egypt.

Kilder:

Ibn Rushd (Averroës spansk-marokkansk filosof, lege og mystiker).

IBN KHALDUN

Rashdah Butt

Ibn Khaldun var en meget kjent muslimsk historiker, filosof og statsmann. Hans hele navn var Abū Zayd 'Abd ar-Raḥmān ibn Muḥammad ibn Khaldūn al-Hadramī. Han ble født 27. mai 1332 i Tunisia.

Ibn Khaldun regnes som grunnleggeren av historie og sosiologi. Hans bok Kitab al-Ibar er en historiebok om Spanias arabere og den ble utgitt i 2 bind, men hans mesterverk heter Al-Muqaddimah, mer kjent som Muqaddimah Ibn Khaldun. Boken regnes som gullgruve innenfor historie, politikk, sosiologi, økonomi og litteratur. Den er oversatt til mange europeiske språk og anses som en av de største bøkene innen kunnskapsverdenen.

På grunn av familiens posisjon hadde Ibn Khaldun tilgang til de beste lærerne i Nord-Afrika. Han lærte Koranen utenat, fikk en god forankring i muslimsk lov, gjorde seg kjent med mesterverkene i arabisk litteratur, og fikk en klar og kraftfull stil og en evne til å skrive flytende vers som skulle tjene ham godt senere i livet. Matematikeren og filosofen Al-Abili av Tlemcen introduserte ham til matematikk, logikk og filosofi. Han studerte verkene til Ibn Rushd, Ibn Sina, Al-Tusi, Ar-Razi. (1)

I en alder av 17 år mistet Ibn Khaldun begge foreldrene som følge av svartedauden. Etter hvert klarte han å kjempe for en politisk karriere grunnet familietradisjon. Gode egenskaper var nødvendig for å skape tillitt. Samtidig krevde det en høy grad av dyktighet i å slippe allianser forsiktig for å unngå å falle med i den stadig endrende nordafrikanske politikken. Han har skrevet blant annet om fengselsopphold, besettelse av høye stillinger og deretter eksil i sin selvbiografi.

Som 20-åring begynte han sin politiske karriere hos den tunisiske herskeren Ibn Tafrakin med stilling som Kātib al-'Alāmah (selværer), som besto av å skrive i fin kalligrafi, de typiske innledende notatene av offisielle dokumenter. I 1352 marsjerte Abū Ziad, sultanen av Konstantin, mot Tunisia og beseiret den.

Misfornøyd med sin respekterte, men politisk meningsløse stilling, fulgte han sin lærer Abili til Fès. Der utnevnte sultanen Abū Inan Fares I ham som forfatter av kongelige erklæringer. Han ble imidlertid mistenkt for deltakelse i et opprør og ble fengslet. I 1357

være i stand til å bli standhaftig, frem til enhver innser at ordene de hører må implementeres i deres handlinger.

Hudoor[aba] sa: Dere må gjerne se på fine TV programmer, men innholdet i disse må ikke ha noen form for nakenhet. Istedenfor å se på TV før dere sover eller tilbringe mye tid på internett, bør dere gjøre det til en vane å sove på tide. Slik at dere kan våkne i tide for bønn. Før dere sover, bør dere gjennomgå deres dag, ved å vurdere hvilke handlinger som er viktige for en Waqf-e-nau. Spørsmål som er viktige å spørre seg selv er om man har bedt alle pålagte bønnene, om man har resitert Den hellige Koranen, eller fulgt noen av de budene som Koranen kommanderer.

Hudoor[aba] sa: Dere skal studere. Dere skal gi moralsk opplæring til andre. Det er ikke nok med å bli en lege eller en lærer, eller studere nok til at man kan gifte seg og dra til sitt hjem. Tvert imot, hvor enn dere går, skal dere vise deres gode eksempler og være rollemodell. Det gjelder å utvikle seg selv og det er bare mulig hvis dere starter å gjennomgå og vurderer deres dag før dere sover. Dere kan lyve til andre som vurderer eller tester dere, men dere kan ikke lyve til dere selv. Når dere gjennomgår og vurderer deres dag, og har i bakhodet at Gud ser deg, vil dere være gudfryktige og ærlige i deres vurdering. Dere kan ikke bedra dere selv eller Gud.

Kilde: (Al-Fazl International, London. Datert: 2 desember 2011)

Waqifat-e-nau Norge med Hudoor [aba]

28. September 2011

Oversettelse av Shazia Sabahat Mirza

Hudoor[aba] sa følgende: Jeg tror at unntatt en eller to jenter som er tilstede, er resten over ti år gamle. Ifølge islamsk lære, er ti år en alder hvor man er moden, og dermed blir bønn en forpliktelse i denne alderen. Bønn er en tilbedelse som skal bli utført fem ganger om dagen, og Allah og Hans Profet[sa] har gjort bønn pålagt for de fra og med ti år. Det betyr at dine handlinger bør være forbedret og i utvikling.

Hudoor[aba] sa: Jenter sier at de fremdeles er unge når de er 11 eller 12 år gamle, og at de vil starte å bruke sjal og kåpe når de blir eldre. Men dersom de ikke har innsett dette i tiårs alder, vil det heller ikke bli bedre når de blir eldre. Det er altså viktig at Waqifat-e-nau alltid husker at de skal være rollemodell for andre. De skal være rollemodell for både medlemmene i trossamfunnet og for andre.

Hudoor[aba] sa: Folk sier hele tiden at de skal forkynne for sitt folk og sin nasjon, og at de skal strekke seg til Nord-Norge hvor flagget ble heiset opp i 2008. Men ved å heise opp et flagg, arrangere en utstilling eller gi Den hellige Koranen til en mann vil ikke føre til en revolusjon. Man bør følge det opp. Det gjelder å stadig vurdere utviklingen til arbeidet som er blitt utført. Ved å kun holde en tale eller et foredrag, vil ikke *purdah* kunne

Før krigen hadde Hadrat Saffiyah[ra] sett en drøm, som Hadrat Mirza Bashir Ahmad[ra] beskriver med følgende ord:

«Safiyyah[ra], datter til en jødisk høvding av Khaibar, Huyayy bin Akhtab, så en drøm om at månen hadde falt i fanget på henne. Faren hennes tolket også at Safiyyah[ra] en dag ville inngå ekteskapsbånd til en arabisk hersker.» (The Life & Character of the Seal of Prophets, Vol.1 s.236)

Under slaget ble Banu Nazdīr beseiret og Hadrat Safiyyah[ra] tatt som krigsfange. Grunnet hennes rang; enke etter en leder, ble det ansett at det ville være bedre at hun skulle leve med Profeten[sa]. Profeten[sa] valgte imidlertid å tilby henne statusen som ektefelle og hun samtykket. Slik skjedde ekteskapet og drømmen til Hadrat Safiyyah[ra] ble oppfylt. Bakgrunnen for ekteskapet var også å avlaste spenningen mellom jødene og muslimene. Blant annet ville det gjøre at begge parter kunne leve i harmoni og fred slik at hatet mellom dem skulle forsvinne.

Hadat Safiyyah[ra] var en ydmyk kvinne som alltid prøvde å hjelpe andre. Hun hadde stor lydighet og kjærlighet til kalifene etter profeten Muhammad[sa]. Det berettes i en hendelse under Hadrat Usman[ra] sitt kalifat; da han var blitt fanget av fiendene i hans eget hus, og det ikke var noen mulighet for å flykte. Hadat Safiyyah[ra] sitt hus lå rett ved siden av huset til Hadrat Usman[ra]. For å hjelpe Hadrat Usman[ra] fikk hun plassert et treverk mellom begge husene, slik at nødvendig mat og drikke kunne sendes til ham. Slik pleide Hadrat Safiyyah[ra] å gjøre alt i hennes makt til å hjelpe andre.

Hadrat Safiyyah[ra] gikk bort i Ramadan 50 hijri under Muawiyyahs[ra] regjeringstid og ble gravlagt i Jannatul-Baqīh.

En kort artikkel om Hadrat Safiyyah bint Huyayy[ra]

Nomana Khan

I denne artikkelen skal det presenteres kort om livet til Hadrat Safiyyah Bint Huyayy[ra] og hennes ekteskap med Den hellige profeten[sa].

Hadrat Safiyyah bint Huyayy[ra] var datteren til Huyayy bin Akhtab som var leder for den jødiske stammen, Banu Nadīr. Hun var konen til Den hellige profeten[sa]. Hadrat Safiyyah Bint Huyayy[ra] ble ofte latterliggjort grunnet hennes jødisk bakgrunn. Da Den hellige profeten[sa] fant ut om det ba han henne svare samtlige med følgende ord:

«Hvordan kan du være bedre enn meg, mens profeten Aron[as] var min far, profeten Moses[as] var min onkel og Muhammad[sa] er min mann!?» (Sunan al-Tirmidhi)

Ekteskap med Den hellige Profeten[sa]:

Jødene likte ikke at Profeten[sa] spredte islams budskap og av den grunn konspirerte mot ham. Blant disse var faren til Hadrat Safiyyah[ra], Huyaiyy bin Akhtab. Jødene bodde i Khaibar som lå bare et stykke unna Medina og herfra fant de det veldig enkelt å utføre sine intriger. På grunn av intrigene som jødene klekket mot muslimene og deres by Medina ble det nødvendig at muslimene konfronterte dem. Ellers ville disse intrigene sikkert gitt opphav til stadig mer blodsutgytelse og vold. Profeten[sa] og muslimene marsjerte til Khaibar med 1600 menn med seg og dette slaget kalles 'Slaget ved Khaibar'.

Hadrat Ahmad[as] retter også hinduenes oppmerksomhet til noen av feiltagelsene de har falt for, og mot slutten av boken siterer han flere bevis for sine påstander og nevner også profetiene som han hadde gjort under vanskelige forhold, som alle har blitt oppfylt.

Bokas oppbygging er gjort iht. selve foredraget som ble presentert og starter med en introduksjon til islam og hvorfor andre religioner i dag har visse mangler som vi ikke finner i islam. Den utlovede Messias[as] forklarer at dette ikke på noen måte betyr at religionene er falske, men at Gud sluttet å støtte dem etter islams ankomst, siden islam fullkommengjorde Guds lære. Den utlovede Messias[as] sammenlignet slike religioner med hager som ikke har noen til å ta vare på dem og som derfor begynner å forfalle. Islam er den hagen som ikke forfaller fordi Gud selv har lovet å ta vare på den.

Videre trekker Den utlovede Messias[as] frem konkrete eksempler på hvordan Gud har fortsatt å sende reformatorer for å spre islam sitt budskap og sammenlignet dette med eksempler fra jødedommen og kristendommen.

Deretter går Den utlovede Messias[as] inn på sitt komme og hvordan det i seg selv er et bevis på islams sannhet. Han tar opp den guddommelige siden ved dette. Han tar også frem hvordan Gud i Koranen har sagt at muslimer i senere dager vil være som jødene, og tar deretter opp bevisene for kalifatet med bakgrunn i sura Al-Nûr.

Den utlovede Messias[as] snakker deretter om videre bevis på hans sannhet og om tilstanden til den muslimske befolkningen samt tilstanden til følgere av andre religioner. Hvordan tilbedelse i seg selv ikke er nok for å være frampå i sin tro – det krever at man også følger etter Guds påbud og tar imot Hans sendte reformatorer. Ellers vil ikke en religion høste suksess.

Dette er en særdeles viktig, men krevende bok for å forstå islams lære sett opp mot andre trosretninger. Det er mye man kan nevne i et sammendrag, men jeg ville kun ta for meg essensen slik at dere som leser dette sammendraget blir fristet til å lese boken. Enhver Ahmadiyya muslim bør lese den, og den har også vært pensum for lajna i en periode nå. Måtte Allah forenkle våre veier til kunnskap, Amen.

INTRODUKSJON TIL BOK

«LECTURE SIALKOT»

Annum Saher Islam

I denne teksten vil jeg ta for meg et lite sammendrag som en introduksjon til en av Den utlovede Messias[as] sine lærerike bøker, nemlig «Lecture Sialkot» (Oversatt: 'Sialkot foredraget').

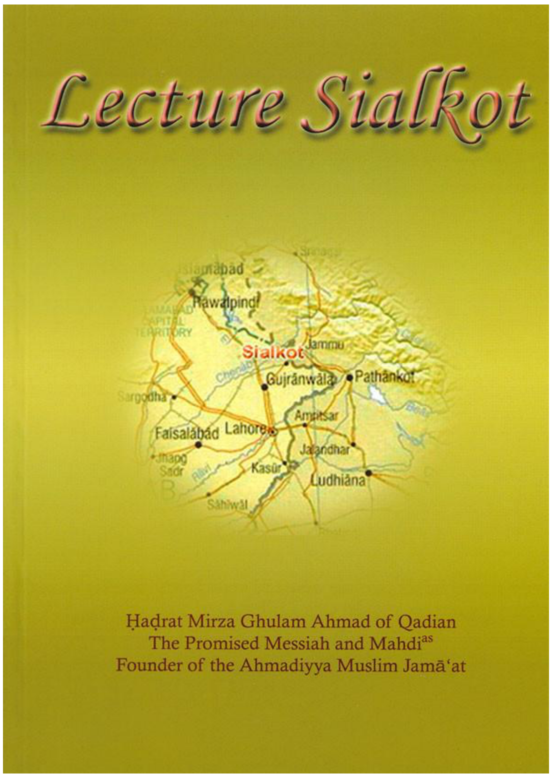

Forfatteren av boken er Ahmadiyya trossamfunnets grunnlegger, Hadrat Mirza Ghulam Ahmad[as]; Den utlovede Messias. Boka er basert på et foredrag han holdt på urdu den 2. november 1904 foran en stor samling av mennesker med både hinduistisk og muslimsk bakgrunn i byen Sialkot, som i dag er i Pakistan.

I dette foredraget sammenlignet Den utlovede Messias[as] islam sin lære med læren til andre religioner og trossamfunn. Han sa at det ikke er noe tvil om at alle religioner stammer fra Gud, og derfor sanne, men siden islams ankomst har Gud sluttet å se til de religionene. Det er islam som nå har lenken av *Mujaddidīn* (reformatorer). Det er i dette foredraget at Den utlovede Messias[as] for første gang la frem sin påstand om at han er Krishna for hinduer. Når det gjelder Krishna sa han: «Raja Krishna, slik det har blitt manifestert for meg, var en slik perfekt mann at det ikke finnes andre som han i historien om de guddommelige skikkelsene i hinduismen. Han var en profet av sin tid som Den hellige ånden pleide å besøke etter anmodninger fra Gud.»

Ramadan

Ramadan handler om å åpne opp vårt sinn og hjerte for andre, og om å vende oppmerksomheten mot de som trenger hjelp; de som har det vondt. Det handler om å vende fokus mot Gud slik at Han kan veilede oss. Slik at vi kan oppnå takknemligheten som frigjør oss fra denne verden og kun leder oss til Gud. Ramadan handler også om å ta kontroll over oss selv og vurdere hvordan vi kan skape endringer i våre liv og utvikle oss til bedre mennesker.

Ramadan er den niende måneden i den muslimske kalenderen. Koranens første åpenbaring skjedde i Ramadan, på laylatul qadr, skjebnenatten. Over en periode på 23 år mottok Profeten[sa] Koranen gjennom åpenbaringer, og hver Ramadan repeterte han[sa] alt som hadde blitt åpenbart av Koranen.

Det er tre ting som står sentralt i Ramadan, fasten, ihukommelse av Gud og almisser.

Fasten

I Islam faster man fra fajr bønnen til maghrib bønnen. Det vil si ved daggry før soloppgang og til etter at solen har gått ned, men skumringen ikke har forsvunnet helt.
Det er forbudt å spise, drikke eller ha samleie under fasten. Man skal følge hovedprinsippet at man ikke skal føre noe inn i kroppen. Hvis man f.eks. tar en sprøyte, føres noe inn i kroppen, og da brytes fasten.

Fasten vil også brytes dersom man kaster opp, eller blør.

Å faste betyr ikke bare å holde seg borte fra mat og drikke. Det gjelder også å frigjøre tid fra unødig snakk og sosialisering, og vende all oppmerksomhet mot sin oppførsel og Guds ihukommelse. Allah sier i Den hellige Koranen; sura 35, vers 29: «Kun de av Allahs tjenere som besitter viten, frykter Ham». Dette verset poengterer igjen viktigheten av at vi forstår religionen vår for å kunne knytte et bånd til Allah på en bedre måte.

Må Allah hjelpe oss med å bruke dagene i ramadan måneden aktivt for å forbedre oss. Amen

Hadith

Hvis man ikke unngår løgn og falsk oppførsel, har Allah ikke behov for at han avstår fra å spise og drikke.
(Bukhari)

Ha det som et mål å oppnå et åndelig nivå i Ramadan som er utenfor satans rekkevidde

Fredagspreken 28. august 2009 - Hadrat Mirza Masroor Ahmad[aba]

Når Ramadan kommer, åpnes Paradisets porter, og Helvetes porter blir låst og Satan settes i lenker.
(Bukhari, Muslim)

Kalifatet

Ordet kalif betyr tronfølger eller etterkommer. En kalif er en etterkommer av en av Allahs profeter. Formålet til en kalif er å fullføre oppgavene som profeten startet. Tilhengerne av en profet fortsetter å tro, bestyrke og praktisere troen under kalifatet så lenge Allah ønsker det.

Allah sier i Den hellige Koranen: "Allah har lovet de av dere som tror og handler rettferdig, at Han sannelig vil gjøre dem til etterfølgere på jorden, slik som Han skjenket etterfølgere (blant dem) før dere, og Han vil sannelig for dem grunnfeste deres religion, som Han har utvalgt for dem, og Han vil sannelig skjenke dem sikkerhet (og fred) etter deres frykt; de vil tjene Meg (alene) og ikke sette noen opp ved siden av Meg. Og den som er vantro etter dette, disse er de som er ulydige."

(sura Al-Nûr, vers 56)

På samme måte som Allah peker ut en profet er det også Han som velger en kalif. Han velger den mest kvalifiserte personen. Han veileder så en gruppe med gudfryktige, troende mennesker til å manifestere Sin vilje. Dette gjør Han gjennom valgprosessen. Følgelig kan det virke som om en kalif er valgt ut av en gruppe med gudfryktige mennesker, men det er i sannhet Allahs vilje som leder disse menneskene til å velge en kalif som Han har valgt. Når en person blir valgt som kalif forblir vedkommende kalif resten av sitt liv.

Hadrat Mirza Bashir Ahmad[ra] skriver:" Gud, den allmektige, viser visdom gjennom det Han gjør og Han forutser fremtiden, det er alltid en god grunn og logikk bak det Han gjør. I samsvar med naturens lover har mennesket et kort livs-spenn, men reformasjon og opplæring av et samfunn tar lenger tid. Allah har dermed laget kalifatets system som kommer etter ordningen med profetdømmet. En kalif fortsetter på profetens oppgave. Frøene som en profet sår er beskyttet og pleiet av kalifen frem til det står som et sterkt og stødig tre. Dette viser at kalifatet absolutt er en gren ut av profetordningen, det er derfor Den hellige profeten[sa] sa at etter enhver profet etableres kalifatet." (Welcome to Ahmadiyyat)

En Kalif er et symbol for livet. Uansett hvor vi går er vi aldri alene på grunn av samholdet i menigheten som følge av kalifatet

Et stort løfte av Hadrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad[ra]:

Den andre kalifen[ra] forteller: 'Jeg husker at jeg var rundt 19 år da Den utlovede Messias[as] gikk bort. Noen mennesker bekymret seg for hva som ville skje med trossamfunnet nå. Jeg sto ved liket til Den utlovede Messias[as] og sa: 'Å Gud, jeg sverger at selv om menigheten vender seg bort fra islam-Ahmadiyya, vil jeg fortsatt godta det budskapet Du har åpenbart gjennom Den utlovede Messias[as] og jeg vil spre det til verdens hjørner.' (Biografi om Fazl-e-Umar, bind I, side 178-179).

I en veldig ung alder ba han gjennom nettene om islams framgang. Hans motivasjon fikk han til å reise rundt India og holde taler for befolkningen. Han fortalte blant annet om polyteisme, Den hellige profetens[sa] kvaliteter og Koranens lære, samtidig som han svarte på innvendinger om Profetens[sa] koner. Hans lidenskap for å spre islam kommer klart fram av hans handlinger. For å få fart på kampanjen om å spre islam utenfor India etablerte han Tahrik-e-jadid ordning. Med penger samlet inn gjennom denne ordningen sendte han misjonærer ut av landet og bygget moskeer rundt om i verden.

Arbeid for oversettelse av Den hellige Koranen:

For å best mulig kunne spre islam i resten av verden mente Den andre kalifen[ra] at Koranen måtte oversettes i flest mulig språk. Det første språket trossamfunnet oversatte Koranen til var engelsk. Alle kalifene har prioritert oversettelse av Koranen, og i dag har den blitt oversatt til over 70 språk. Den andre kalifen[ra] gjorde et stort arbeid for fremtidige generasjoner når han valgte å gi ut Tafsīr-e-saghīr og Tafsīr-e-kabīr, som består av tolkninger og forklaringer av Den hellige Koranen.

Den andre kalifens[ra] arbeid for utdanning:

I en tid da få kunne lese og skrive, jobbet den andre kalifen[ra] aktivt for å utdanne trossamfunnets medlemmer. Et av de sentrale målene i hans planer var å etablere 100% leseforståelse blant medlemmene i Jama'at. Etablering av skoler, stipend til de fattige og egen leseferdighetsordning for kvinner. Under sin tale for åpningen av Talimul-Islam College Rabwah sa han:

"Nå ber jeg Allah om å oppfylle våre gode ønsker, og fra dette frøet vi sår på dette stedet i dag, vil det en dag vokse et tre hvis grener vil bli universiteter, blader videregående skoler og blomster vil være grunnlaget for et høyt nivå av forplantning av islam og forkynnelse av religion. Gjennom disse vil vantro og avgudsdyrkelse bli utryddet fra verden, og troen på islams og Ahmadiyya sannhet og eksistensen av Gud, den allmektige, og Hans enhet vil bli befestet i menneskers hjerter." (Tarikh-e-Ahmadiyyat, del 9, side 53).

Hadrat Mirza Ghulam Ahmad Qadiani[as] og den andre kalifen[ra] sitt religiøse arbeid

Madiha Ahmad

Gud sendte Hadrat Mirza Ghulam Ahmad Qadiani[as] til verden for å spre budskapet til Den hellige profeten[sa]. Hans oppgave var å gjenetablere Den hellige profetens[sa] budskap i verden og å bevise ekteheten til Den hellige Koranen. Det var hans kjærlighet til Profeten[sa] som fikk ham til å studere Den hellige Koranen til forsvar for islam og forsøkte å bevise overlegenheten til Den hellige Koranen ved å studere bøkene til andre religioner lenge før han selv fikk åpenbaring fra Gud. Formålet til Den utlovede Messias[as] var å få muslimer til å anerkjenne viktigheten av Den hellige profet Muhammad[sa], og å beskytte dem mot angrep fra andre religioner og spre det vakre budskapet til islam til hele verden. Den utlovede Messias[as], etter å ha fått åpenbaring fra Gud, hevdet at han var den den messias og mahdi som skulle komme, og for å bevise denne påstanden fremmet han utallige profetier som ble oppfylt med stor ære (Fredagspreken, Alfazl 13 april 2007).

Den utlovede Messias[as] startet sin oppgave med så stor tapperhet og lidenskap at selv ikke-muslimer tilstod at etter Den hellige profeten[sa] var han den eneste som fikk slik suksess når det gjaldt beskyttelse av islam. Hans første arbeid i denne forbindelse var å skrive 'Brahīne Ahmadiyya'. Som viste seg å være et arsenal av moderne og kraftige våpen for muslimene, og skapte rastløshet hos deres fiender. Maulvi Muhammad Hussain Batalvi ga en historisk hyllest til denne boken som vil bli husket for alltid. Han skrev: «Etter vår mening er denne boken en bok som ikke har blitt skrevet i islam til dags dato». (Tarīkh-e-ahmadiyyat del 1, side 172).

Ett av Den utlovede Messias'[as] viktigste arbeid for å spre islamsk lære var gjennom litteraturen han ga ut. Han skrev 92 bøker, som trossamfunnet senere delte inn i 23 deler, som vi i dag kjenner som 'Roohani Khazain'. Diktbøkene Durr-e-samīn i urdu og persisk versjon. Han skrev utdypende tolkning av utvalgte suraer i Koranen. Den utlovende Messias'[as] muntlige taler, svar på spørsmål til ledsagerne og råd har blitt skrevet ned og utgitt som 'Malfoozat'. Hans profetier har blitt skrevet ned og utgitt som 'Tazkirah'.

Profeten Muhammad[sa] viste sin tålmodighet og svarte «*Jeg ble ikke sendt (av Allah) for å forbanne. Jeg ble sendt som barmhjertighet.*»

Det var flere ganger i løpet av dette slaget at Profeten[sa] viste hvor tolerant han var. Profeten[sa] så hvor glade motstanderne ble da de skadet og eller oppførte seg respektløst mot ham og andre muslimene. Han ignorerte det, helt til de sa noe nedverdigende om Allah, Den opphøyde. Som tidligere nevnt var Profeten[sa] full av kjærlighet for Gud og Hans religion. Han reagerte med en gang og stod opp for islam og Guds ære.

En jødisk kvinne som hatet islam og Profeten[sa] pleide å kaste søppel på ham hver gang han gikk forbi huset hennes. Denne kvinnen bodde i nabolaget og til tross for at hun gjorde dette flere ganger, viste Profeten[sa] aldri sinne eller irettesatte henne. En dag da han gikk forbi dukket ikke kvinnen opp. Profeten[sa] spurte om henne, og ble fortalt at hun var syk. Profeten[sa] dro bekymringsfullt for å besøke kvinnen og spurte om hennes helse. Hun innså at Profeten[sa] var en meget godhjertet person som dro til henne, med en god intensjon, selv om hun alltid hadde oppført seg grusomt mot ham. Ved denne anledningen konverterte hun til islam.

Hadrat Muhammad[sa] var en tålmodig og tilgivende person og pleide å overbevise sine fiender med sin tålmodighet og fredelig personlighet. På grunn av hans gode oppførsel og godhjertethet mot alle – uansett tro – overtalte han flere av hans fiender om at han representerte en fredelig religion.

En dag da Profeten[sa] dro til landsbyen Ta'if for å spre Allahs beskjed, fulgte noen av fiendene etter ham. De sa mange støtende ord til ham, behandlet han og hans følgerne ufølsomt og urettferdig, men Den hellige profeten[sa] ba Gud om å rettlede dem. Folket i Taif nektet å høre på ham, og på vei tilbake begynte noen gutter å kaste stein mot ham. De kastet stein på ham til han begynte å blø, så mye at det berettes i tradisjoner at skoene hans ble fylt med blod. Da kom det en engel til ham og sa: "*Om du ønsker det, vil jeg knuse dem mellom de to fjellene*». Profeten Muhammad[sa] svarte at: «*Nei, ikke gjør det. Det kan hende deres kommende generasjoner tror på Den sanne Gud.*» (An outline of islamic history, kap. 6)

Profeten Muhammad[sa] var et meget eksemplarisk menneske. Måtte Allah gi oss styrke til å ta inspirasjon fra hans[sa] nydelige personlighet og følge i hans fotspor i vår hverdagslig liv. Måtte Allah veilede oss til den rette vei, Amen.

Den eksemplariske toleransen utvist av Den hellige profeten[sa] både i hensyn til seg selv og islam

Skrevet av: Faizah Mohsin Syed

Allah skjenket profeten Muhammad[sa] med de beste egenskaper, hvor en av dem var hans eksepsjonelle toleranse både i hensyn til seg selv og islam. Hadrat Muhammad[sa] har mange ganger gjennom sin livstid vist toleranse, både når det kommer til hans behandling av ikke-muslimer og hans motstandere.

Da Profeten[sa] begynte å spre budskap om at han var Allah´s sendebud, ble nesten alle som kjente ham, og de fleste av hans barndomsvenner i Mekka, hans fiender og motstandere.

Motstanderne begynte å kalle ham for respektløse kallenavn, og gjorde narr av ham for å ha mistet sine foreldre som en liten gutt. Det hendt også at de kastet jord og sand på hodet til vår kjære Profet[sa]. Datteren til Den hellige profeten[sa] pleide å hjelpe ham, med et tungt hjerte, og vasket klærne hans da han kom hjem etter slike episoder. Profetens[sa] fiender kastet også skarpe gjenstander på veien for å skade føttene hans. Litt senere ble det forbudt for ham å be i Kaba eller i det hele tatt å komme i nærheten av den.

En gang dro Profeten[sa] for å be i en moské, hvor hans motstandere fikk øye på ham. Mens han var i sajdah stilling gikk en av fiendene mot ham og la livmor til en ku over hans skuldre. Da Profeten[sa] endelig hadde kommet seg hjem og datteren så ham i en slik forferdelig tilstand, ble hun sterk såret, og mens hun gråt hjalp hun ham med å vaske av alt det skitne. Den Hellige Profeten[sa] trøstet henne med disse ordene: «Kjære datter, ikke gråt. Allah er din fars vokter».

Når det kom til profeten Muhammad[sa] sin holdning mot hans fiender, var han alltid tålmodig og ignorerte dem uansett hvor skadet og såret han ble. Han sto aldri opp mot dem for hans egen skyld. Når det gjaldt islam og Allah, var han imidlertid, den tapre og stod opp for det rette.

Under slaget ved Uhud ble Profeten[sa] skadet og hans fortenner ble knust. Da det begynte å blø fra hodet hans sa han: «*Hvis en dråpe av mitt blod faller på jorden, vil Allah ødelegge det vantro folket.*» Så sa Hadrat Umar[ra]: «Å *Allahs Sendebud! kast forbannelse på dem!*»

Al-Hafīz: Vokteren

Gud beskytter mot de åndelige og verdslige farene. Han kjenner til alt, både det synlige og det usynlige. Siden han kjenner til alt, er Han den beste beskytteren.
I Sura al-Baqarah, vers 256, sier Allah: Han vet hva som er foran dem og hva som er bak dem, og de omfatter intet av Hans viten, unntagen hva Han vil. Hans trone omfatter himlene og jorden, og opprettholdelse av dem besværer Han ikke, og Han er den Opphøyede, den Mektige.

As-Salām: Kilden til fred

Dette ordet blir brukt for Allah fordi det forteller at Han er fri for enhver feil eller mangel. Han er også fri fra ulykkene som kan ramme andre; all skapelse vil gå til grunne, men døden kan ikke innhente ham. Han kalles også Salām for det høyeste nivå av velvære og sikkerhet. (Fredagspreken, 11. mai 2007).
Allah er fred og gjennom Hans velbehag blir de troende skjenket med følelse av velvære og fred i sínnet, som de igjen kan bruke til å spre fred i sine omgivelser.

Al-Muhaimin: Beskytteren

Ordet *Muhaimin* er blitt oversatt av diverse leksikon og beskrives som en som er beskytter og holder andre bort fra frykt. Det er også blitt oversatt med pålitelig; et vesen som overvåker folks saker og er deres beskytter. I Den hellige Koranen brukes ordet for å beskrive Koranen; *muhaimin a'laih:* dvs vokter over de tidligere skriftene. (Fredagspreken, 8. august 2008)

Al-Basīr: Den altseende

Allah holder øye med alt, både det vi skjuler og ikke skjuler. Han holder vakt over de troende og gir dem åndelig syn.

(Oversettelsene av Allahs attributter er hentet fra Waqf-e-nau pensum 2020)

Al-Khabīr: Den velunderrettete

Al-Khabīr betyr en ekspert/spesialist som vet om ting grunnet erfaring og dyp kunnskap. Det guddommelige navnet vil si at Allah har kunnskap om både fortiden og fremtiden. Khabīr er den som sitter med all kunnskap, selv de mest skjulte fakta. Allah er den som er Al-Khabīr; det er ingenting utenfor omfanget av Hans kunnskap. Den utlovede Messias[as] har forklart at: Den vise, allvitende Gud har ordnet slik at menneskeheten fortsetter *å* finne nye fakta gjennom tidene. Den hellige Koranen; bøkenes segl, var åpenbart for over 1400 år siden. (Fredagspreken, 11.april 2003)

Al-Mājīd: Den herlige, Al-Mājīd: Den edle

Allah er ærens herre og den edle. Han er den mest lovprisningsverdige og opphøyde hvis høye status ikke kan nås av noen. Det vesenet som ikke har, grenser for Sine velsignelser. Han gir og fortsetter å gjøre det, og blir ikke utmattet.

Al-Hamīd: Den prisverdige

All lovprisning tilhører Allah alene. Den utlovede Messias[as] har sagt at: "Allah sier: «Å mine tjenere, kjenn Meg ved Mine egenskaper og ved det Jeg har skapt ... Du vil ikke finne noe andre som er mer prisverdig i himmelen og på jorden. Dersom du forsøker å telle Mine prisverdige attributter, så vil du ikke klare å gjøre det.» (Tafsīr av Den utlovende Messias[as], bind 1, Side 77-78)

Al-Wahhab: Giveren

Al-Wahhab er en som skjenker og gir sine tjenere. Dette ordet kan også brukes om mennesker, men den sanne Wahhab er kun Allah, den opphøyde, som gir når Han blir spurt og også når Han ikke blir spurt. (Fredagspreken 14.11.2008)

Al-Wāsi': Utvideren

Al-Wāsi' er et vesen hvis forsyning og nåde omfatter all skapelse, som er selvforsynt. Et vesen som skjenker ubegrenset og som omfatter alt. (Fredagspreken 08.05.2009)

Al-Hakīm: Den vise

Ifølge arabisk leksikon er Al-Hakīm en med visdom. Visdom som omfatter alt med den mest fremragende kunnskapen.

Al-HalĪm: Den overbærende

Halīm er en som er tolerant og ikke blir overveldet av sinne og ikke skynder seg i å ta hevn.

Hadrat Mirza Masroor Ahmad[aba] forklarer denne attributten slik i fredagspreken fra 14. mars 2008: "Når ordet *halīm* brukes om Allah, betyr det en som tilgir, som ikke er rask med å straffe, en som ikke blir opprørt på grunn av ulydighet, så vel som en som dekker andres feil. Denne guddommelige egenskapen omfatter mange andre egenskapene også hos Allah. Når mennesket kontinuerlig og vedvarende overskrider grensene, trer andre guddommelige egenskaper enn Al-Halīm i kraft."

<u>Guds attributter</u>

Momna Ahmad

Den beste måten å rette sin oppmerksomhet mot Gud og ihukomme Ham, er å forstå betydningen av Hans attributter og berømme Den barmhjertige Gud som skapte alt. Den utlovede Messias[as] har sagt ved en anledning at: 'Mangel på forståelsen av de guddommelige egenskapene kan føre til avgudsdyrkelse.' (Al-Fazl, 5. februar 1916) Dere har lest om noen av attributtene i forrige utgaven av Zainab. Denne teksten er en fortsettelse og vil ta for seg flere av Guds attributtene.

<u>An-Nōr: Lyset; "Allah er himmelens og jordens lys"</u>

Hadrat Khalifatul-Masih IV[ra] har beskrevet ordet nōr slik: "Når alle typer lys kommer sammen kalles de den kollektive formen for lys; nōr. Nōr er navn på en vakker samling av Den allmektiges attributter." (Fredagspreken 17. nov. 1995)
Hadrat Mirza Masroor Ahmad[aba] beskriver det slik i sin fredagspreken fra 4.12.2009: "Det sanne lyset er Gud; som kan oppfattes i alt av de som har innsikt. En som er blottet for det åndelige synet, kan imidlertid ikke se det. En troende er fast bestemt på at både det synlige og usynlige i universet er skapt av Gud. For å gi en forståelse av Sitt lys, sender Gud Sine utvalgte folk som sprer nōr. Den hellige Profeten[sa] satte det mest fremragende eksemplet og høyeste standard for nōr som var en refleksjon av Guds lys. Han spredte dette lyset i sin levetid og som fortsetter å spre den dag i dag."
Den utlovede Messias[as] har sagt at: "Det guddommelige lyset som ble skjenket menneskene, dvs. de mest fullkomne blant dem, ble ikke delt av engler, heller ikke av stjerner, det var heller ikke i månen, ikke i solen eller i havene og elvene. Det ble ikke funnet i rubiner eller smaragder, ikke i safirer, heller ikke i perler. Det var ikke i noen jordisk eller himmelsk gjenstand. Det tilhørte kun det perfekte mennesket, og åpenbarte seg på sin mest fullendte måte i skikkelse av vår herre og mester Muhammad[sa], den utvalgte." (Roohani Khazain bind 5, s. 160-161)

til dette formålet. Hadrat Musleh Mao'ōd[ra] skrev mange bøker om Den hellige Koranen, og kommentarene hans omfatter omtrent 8000 til 10000 sider som inkluderer de 11 bindene til Tafsīr-e-Kabīr også. Han skrev 10 bøker om *kalām* og 31 bøker om spiritualitet, islamsk moral og islamske læresetninger. Han skrev 13 bøker om Den hellige profetens[sa] liv, 4 om historie og 3 om Fiqh. Han skrev 25 bøker om spørsmål relatert til politikk (før Pakistan og India sin geografiske inndeling) og 9 bøker relatert til politiske spørsmål (etter-inndelingen). 15 bøker om politikk i Kashmir. Han skrev 99 bøker om spørsmål knyttet til islam-Ahmadiyya og dens forskjellige ordninger. Totalt har han skrevet omtrent 225 bøker. Når vi ser på disse bøkene, ser vi hvordan han ble fylt med både religiøs og sekulær kunnskap. Utrolig nok, når noen leser bøkene eller artiklene, utbryter de at ingenting kunne være bedre skrevet om det emnet.

Måtte Gud skjenke ham tusenvis av velsignelser, og fortsette å heve hans åndelige status. Måtte det være, i likhet med Den utlovede Messias[as] og hans sønn, at våre hjerter også blir inspirert av iver for å spre islam og at vi er klare til enhver tid for å tjene islam. Måtte vi være de som sprer islams budskap og ikke de som Hadrat Musleh Mao'ōd[as] har beskrevet som folk som setter islam i dårlig lys. Amen.

På slutten av prekenen informerte Hudoor[aba] trossamfunnet om den triste bortgangen til respekterte Mariam Elizabeth; andre kone til herr Malik Umar Ali Khokhar, tidligere Amīr fra Multan. I tillegg omtalte Hudoor[aba] Jahid Faris; som døde i en alder av 12 år. Hudoor[aba] ledet de avdødes begravelsesbønn etter fredagsbønnen.

Oversatt fra: Engelsk resyme, sendt av Ch. Hameedullah; Wakil A'la, Tahrik Jadid Anjuman Ahmadiyya Pakistan. Datert: 26. februar 2020

forberedt på å felle den aller siste dråpen av deres blod for triumfen av islam og Ahmadiyya. Du kan glede deg over oppfyllelsen av denne profetien, men ikke glem ditt eget ansvar mens du gjør det. Allah viste meg i en drøm at jeg løp og at jorden ble brettet under føttene mine. Allah har spådd at jeg vil vokse raskt, og derfor er det min skjebne å gjøre raske fremskritt. Men dette betyr at du også må marsjere raskere fremover og gi opp all slapphet. Dersom du ønsker å komme deg videre, og du forstår ditt ansvar, må du gå i takt med meg, slik at vi kan heise Den hellige profetens[sa] flagg i hjertet til de som ikke tror og rykke opp all falskhet ved roten en gang for alle. Dette vil skje, Insha'Allah. Jorden og himmelen kan flytte på seg, men Allahs ord kan aldri svikte.»

Når det gjelder profetiens ord om at Den utlovede reformatoren ville bli fylt med sekulær og religiøs kunnskap, siterte Hudoor[aba] følgende eksempler:

Hadrat Musleh Mauds[ra] bøker, foredrag og taler blir samlet under tittelen Anwār-ul-Ulōm. Mange av disse bindene er allerede utgitt. Noen av disse bøkene er også blitt oversatt til engelsk. 26 bind av Anwār-ul-Ulom er så langt publisert, og består av 670 bøker, foredrag og taler. Tilsvarende er det utgitt 39 bind med Khutabāt-e-Mahmōd, som inkluderer alle prekenene som ble levert av Hadrat Musleh Mao'ōd[ra] fram til 1959. Disse bindene inkluderer 2367 prekener. Tafsīr-e-Saghīr består av 1071 sider. Tafsīr e-Kabīr består av over 10 bind og 5907 sider og inneholder kommentarer til 59 kapitler av Den hellige Koranen. 3094 sider med tolkning til Den hellige Koranen av Hadrat Musleh Mao'ōd[ra], som ikke har blitt utgitt før, er nå blitt samlet av Research Cell Rabwah og sendt til Fazl-e-Umar Foundation. Jeg instruerte Research Cell Rabwah om å samle kommentarene om Den hellige Koranen fra talene og skriftene til Hadrat Musleh Mao'ōd[ra]. Frem til nå er det allerede blitt samlet 9000 sider og arbeidet pågår fortsatt.

Hadrat Khalifatul-Masih III[ra] sa: Når det gjelder profetien om at Den utlovede reformatoren ville bli fylt med sekulær og religiøs kunnskap, har jeg samlet mange detaljer, men ved denne anledningen vil jeg presentere en oversikt som jeg har forberedt

motstanderne kritiserte islam og sa at islam var blottet for himmelske tegn. Pundit Lekhram og Indarman krevde at hvis islam virkelig var sann, skulle de bli vist et tegn på dens sannhet. Det var da Den utlovede Messias[as] vendte seg mot Allah og ba om et tegn på Hans barmhjertighet, kraft og nærhet. Det er klart at et slikt tegn måtte vise seg når menneskene som dette tegnet var ment til fortsatt levde. Og slik skjedde det. Fødselen min fant sted i 1889, mens menneskene som krevde et tegn fortsatt var i live. Etter hvert som jeg ble eldre, fortsatte også tegnene å manifestere seg i større og større grad. Det var essensielt at dette tegnet ble vist i løpet av livet til Den utlovede Messias[as] og motstanderne som krevde tegnet.

Hudoor[aba] sa: I 1944 kunngjorde Hadrat Musleh Maud[ra] at han var Den utlovede reformatoren. Han sa: 'Jeg sverger ved Allah at jeg er den som profetien om Den utlovede sønnen gjelder for, og alle de andre profetiene knyttet til Den utlovede reformatoren. Alle som mener at jeg er en bedrager eller har gjort meg skyldig i løgn i denne forbindelse, bør ha en bønneduell med meg, eller sverge i navnet til Allah at Allah har fortalt dere at jeg er en løgner, men hvis dette ikke er sant, da kan Allah straffe dere. Så vil Allah Selv manifestere Seg gjennom Sine tegn og vise hvem som er sannferdig og hvem som er løgner.'

Hudoor[aba] sa: Ingen godtok denne utfordringen, ikke engang de som hadde skilt seg fra Jama'at.

Hudoor[aba] sa: Dette var ingen vanlig erklæring De 52 årene av Hadrat Musleh Maud[ra] sitt kalifat bærer et vitnesbyrd om denne profetiens herlighet og majestet.

Hadrat Musleh Mao'ōd [ra] sier: «Mens jeg gratulerer deg for oppfyllelsen av denne profetien til Den utlovede Messias[as] angående Musleh Mao'ōd, vil jeg også minne deg på ansvaret som dette pålegger deg. Dere som bekrefter min påstand om at jeg er Den utlovede reformatoren, har den fremste plikten til å foreta en forvandling i dere og å være

grunnlegger. Han gikk i isolasjon i 40 dager for å tilbe Allah og søke etter tegn fra Ham. Etter denne 40 dagers perioden ga Allah ham et tegn. Dette tegnet var at Allah ikke bare ville oppfylle Hans løfter til ham og spre hans budskap til alle verdens hjørner, men Han ville også gi ham en sønn som skulle bli velsignet med ekstraordinære egenskaper og som ville spre budskapet om islam til hele verden. Denne sønnen ville avsløre for hele verden, den subtile kunnskapen om Det guddommelige ordet. Han ville være et tegn på Allahs nåde og barmhjertighet. Han ville bli velsignet med religiøs og sekulær kunnskap som ville være essensiell for å spre islams budskap. Og Allah vil gi han et langt liv.

Hudoor[aba] sa: I dag vitner hvert eneste land der islam-Ahmadiyya er etablert, sannheten om denne profetien og hvordan navnet på denne sønnen har blitt anerkjent over hele verden. Da denne profetien ble offentliggjort den 20. februar 1886, protesterte motstanderne og sa at hvem som helst kan få en sønn, og at dette ikke utgjorde et spesielt tegn fra Allah. Som et svar på dette skrev Den utlovede Messias[as] i sin kunngjøring, den 22. mars 1886, at dette ikke bare var en profeti, men et stort himmelsk tegn som Allah hadde bestemt for å manifestere sannheten og æren til vår profet Muhammad[sa].

Den utlovede Messias[as] sa at Allah hadde akseptert hans bønner og hadde lovet å sende en velsignet sjel til verden, som med latente og åpenbare velsignelser ville gjennomsyre hele jorden.

Hudoor[aba] sa: I dag er verden et vitne om at Den utlovede sønnen ble kjent i alle verdens hjørner. Mange av våre misjonshus ble opprettet i løpet av levetiden til Hadrat Musleh Mao'ōd[ra], og dette er en pågående prosess.

Hadrat Musleh Mao'ōd [ra] sa: Noen mennesker sier at Den utlovede sønnen ville dukke opp blant avkommet til Den utlovede Messias[as] to eller tre hundre år etter ham, og at han ikke kan komme på dette tidspunktet. Slike mennesker bør frykte Allah og reflektere over profetiens ord. De bør innse at denne profetien ble åpenbart på et tidspunkt da

Fredagspreken av Hadrat Khalifatul Masih V[aba]

Den 21. februar 2020 holdt Hadrat Khalifatul-Masih den femte[aba] fredagspreken i Baitul Futuh moskeen i Morden, London.

Hudoor (må Allah være hans hjelper) sa: I Jama'at Ahmadiyya huskes den 20. februar som dagen for profetien om Musleh Mao'ōd (den utlovede reformatoren). Det er ikke mulig å snakke om alle aspektene rundt denne profetien i kun én preken, derfor har jeg bestemt meg for å presentere noen punkter som ble utdypet av Hadrat Musleh Mao'ōd [ra] selv. Disse korte utdragene vil avsløre det store omfanget av profetien og vise hvor praktfullt den ble oppfylt i personen til Den utlovede Messias (fred være med ham) sin utlovede sønn. Hudoor[aba] leste opp ordene i profetien som ble åpenbart til Den utlovede Messias[as].

Hadrat Musleh Mao'ōd[ra] sier: En enslig mann fra Qadian, som var lite kjent blant innbyggerne i landsbyen, så fiendtligheten som folk hadde overfor islam og dens

<u>Utsagn av Den utlovede Messias; Hadrat Mirza Ghulam Ahmad[as]</u>

Oppskriften på fred

Mine kjære venner! Lang erfaring og gjentatte prøvelser har klart vist at å spotte forskjellige folks profeter og sendebud, og å banne til dem, er en slik gift som ikke bare ødelegger kroppen til den som handler slik, men ødelegger også sjelen, og derved ruinerer både troen og det verdslige liv. Et land hvis innbyggere stadig er ute etter å finne feil med andre religioners ledere, og ærekrenker dem, kan aldri leve i fred. Slike folk kan aldri oppnå sann enhet som, ensidig eller gjensidig, stadig ihukommer hverandres profeter, rihshier eller avatarer med ondskap eller ond språkbruk. Hvem ville vel ikke bli opphisset av fornærmelser slengt mot sin profet eller leder? Særlig muslimene er et slikt folk som, selv om de ikke anser sin Profet[sa] for å være Gud eller Guds sønn, anser ham[sa] for å være den mest ærede av alle hellige menn født av en mor. Å slutte fred med en oppriktig muslim er ikke mulig med mindre deres hellige Profet[sa] blir nevnt med respekt og kultivert tale under diskusjoner.

Vi taler aldri negativt om andre folks profeter. Tvert om tror vi at med hensyn til alle profeter som har kommet til de ulike folkeslag i verden, og er blitt akseptert av titalls millioner, og kjærlighet for dem og deres storhet er blitt grundig etablert i en del av verden, og denne tilstanden av hengivelse og kjærlighet for dem har vart gjennom tidene, er dette tilstrekkelig bevis for deres sannferdighet. Hadde de ikke vært sendt av Gud, ville en slik aksept ikke blitt spredt i et titalls millioner menneskers hjerter. Gud levner ikke andre en slik ære som Han skjenker Sine aksepterte tjenere. Hvis en bedrager streber etter å erverve seg deres stilling, blir han straks ruinert og ødelagt.

... Mine kjære! Ingenting er som fred og forsoning. La oss ved hjelp av denne overenskomsten forenes og bli én nasjon. Dere ser hvor mye skade gjensidig fornektelse har skapt, og hvor mye tap landet har blitt påført som en følge av det. Prøv nå dette, og se hvor velsignet en gjensidig erkjennelse er. Dette er den beste fremgangsmåte for å oppnå fred. Å følge en annen fremgangsmåte for fred vil være som å ignorere en farlig byll bare fordi den ser ren og blank ut, mens den i realiteten inneholder råtten og stinkende materie.

(Et budskap om fred, s. 27-29 og 35)

Hadith

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی الله عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَا لَ: مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْ مِنٍ
کُرْبَۃً مِنْ کُرَبِ الدُّ نْیَا نَفَّسَ اللّٰہُ عَنْہُ کُرْبَۃً مِّنْ کُرَبِ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَمَنْ
یَّسَّرَ عَلٰی مُعْسِرٍ یَسَّرَاللّٰہُ عَلَیْہِ فِی الدُّ نْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَہُ
اللّٰہُ فِی الدُّ نْیَا وَالْاٰخِرَۃِ، وَ اللّٰہُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَا نَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ
اَخِیْہِ، وَمَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَلْتَمِسْ فِیْہِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰہُ بِہٖ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّہِ،
وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللّٰہِ تَعَالٰی یَتْلُوْنَ کِتَابَ ا اللّٰہِ
وَیَتَدَارَسُوْنَہٗ بَیْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْهِمْ السَّکِیْنَۃُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّ حْمَۃُ وَحَفَّتْهُمُ
الْمَلَا ئِکَۃُ وَ ذَکَرَهُمُ اللّٰہُ فِیْمَنْ عِنْدَہٗ وَمَنْ بَطَّاَ بِہٖ عَمَلُہٗ لَمْ یُسْرِعْ بِہٖ نَسَبَہٗ

(حدیقۃ الصالحین ایڈیشن 2003ءحدیث نمبر802صفحہ 756 -757).

Abu Hurairah[ra] beretter at Den hellige profeten[sa] sa: “Den som befrir en troende fra hans bekymringer i denne verden vil få sine sorger fjernet av Allah på dommensdag. Den som gjør det lett for en som har det vanskelig, for ham vi Allah gjøre det lett i denne verden og det kommende. Den som dekker til svakhetene hos en muslim, ham vil Allah beskytte i denne verden og den neste. Allah holder alltid fast ved den som er hjelpsom mot sin bror. Den som baner vei for etterstrebelse til kunnskap, Allah vil lette hans vei til Paradis. De som er samlet i Allahs hus for å berette om Allahs bok, og lærer hverandre er selvfølgelig velsignet med ro, de er beskyttet av Hans barmhjertighet og er omgitt av Hans engler. Allah nevner dem til de som står Ham nær. De som er holdt igjen på grunn av sine gjerninger, vil ikke bli hjulpet på grunn av et godt familienavn.” (Muslim: Kitab: Om å huske, kap. Det utmerkede i å samle seg for å resitere Koranen og for å ihukomme Allah.)

(Hentet fra boken ‘Selected sayings of Holy Prophet[sa]’, hadith nr: 55, s. 41)

Vers fra Den hellige Koranen

Sura 7, vers 55-56

بسم الله الرحمن الرحيم

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِیۡ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی
الۡعَرۡشِ ۟ یُغۡشِی الَّیۡلَ النَّہَارَ یَطۡلُبُہٗ حَثِیۡثًا ۙ وَّالشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ وَ النُّجُوۡمَ
مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمۡرِہٖ ؕ اَلَا لَہُ الۡخَلۡقُ وَ الۡاَمۡرُ ؕ تَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿55﴾

7:55 Sannelig, deres Herre er Allah, som skapte himlene og jorden i seks tider, og så satte Seg på tronen. Han lar natten dekke dagen, idet den hurtig følger den. Og solen, månen og stjernene, tvunget i tjeneste på Hans bud. Sannelig, Ham tilhører skapningen og befalingen. Velsignet være Allah, verdenenes Herre

اُدۡعُوۡا رَبَّکُمۡ تَضَرُّعًا وَّخُفۡیَةً ؕ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الۡمُعۡتَدِیۡنَ ﴿56﴾

7:56 Påkall deres Herre i ydmykhet og hemmelighet, sannelig Han elsker ikke overtrederne.

ZAINAB

Amir AMJ Norge

Zahoor Ahmed CH

President Lajna Imaíllah Norge

Balqees Akhtar

Redaktør Urdu-del

Mansoora Naseer

Redaktør Norsk-del

Mehrin Shahid

Grafisk design

Zoya Smamah Shahid

Fakiha Choudry

Maham Naeem

Adresse: Baitun Nasr Moské

Søren Bulls vei 1

1051 Oslo

Kontakt@ahmadiyya.no

Vers fra Den Hellige Koranen **s. 1**

Hadith **s. 2**

Utsagn av Den Utlovede Messias **s. 3**

Fredagspreken **s. 4 – 8**

Guds attributter **s. 9 – 12**

Den eksemplariske toleransen utvist av Den Hellige

Profeten både i hensyn til seg selv og Islam **s. 13 – 14**

Hadrat Mirza Ghulam Ahmad Qadiani og den and kalifen

sitt religiøse arbeid **s. 15 – 16**

Khalifatet **s. 17**

Ramadan **s. 18**

Introduksjon til bok Lecture Sialkot **s. 19 – 20**

Waqifat-e-nau avdeling **s. 21 – 22**

Waqifat-e-nau Norge med hudoor **s. 23 -24**

Ibn Khaldun **s. 25 – 26**

Arvelige sykdommer **s. 27 -28**

Daddelkuler med sjokolade og peanøtt **s. 29**

Nasirats hjørne **s. 32 - 33**

Kjære president, Lajna Ima`illah, Norge

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

Fred være med dere, samt Allahs barmhjertighet og velsignelser

Jeg har mottatt rapport for desember 2020 samt 'Zainab' utgave for oktober-desember 2020. Jazakumullah-ta'ala.

I disse månedene har det blitt jobbet effektivt i de forskjellige avdelingene. Det ble sendt positiv rapport knyttet til oppfølgingen av shora-forslag. Medlemmene leste trossamfunnets bøker og nasirat ble gitt veiledning om hvordan de kan unngå dårlige sider ved sosiale medier. Medlemmene ble oppfordret til å dra nytte av MTA. Zainab-utgaven inneholder artikler som er informative, kunnskapsrike samt opplæringsfulle. Dette er en god innsats fra publikasjons avdelingen. Må Allah hjelpe alle med å dra nytte av den. Amen. Videresend min hjertelige freds hilsen til enhver lajna og nasirah.

Med vennlig hilsen

Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul-Masih V

ZAINAB

Lajna Ima'illah Norge

Januar til mars 2021

Allahs Attributter Al-Rehman

Den eksemplariske toleransen utvist av Den hellige Profeten[sa] både i hensyn til seg selv og islam

Introduksjon til boka «Lecture Sialkot»